مفاهیم الصیام

علی جواد اعظمی

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللهم صل علی محمد و آل محمد

مفاہیم الصیام

علی جواد اعظمی

مفاہیم الصیام

- نام کتاب : مفاہیم الصیام
- موضوع کتاب : ماہ رمضان المبارک
- مؤلف : علی جواد اعظمی
- صفحہ : ۱۴۰ صفحہ
- زبان : اردو
- سال چاپ : ۱۴۴۳ھ
- نوبت چاپ : اوّل
- قیمت : ۷۰۰,۰۰۰ ریال / ۲۰۰ روپیہ

انتشارات علمی و فرهنگی مصباح الهدیٰ
قم ، جمهوری اسلامی ایران
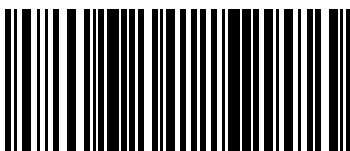
فہرست

باب الاوّل

باب الثانی

باب الثالث

باب الرابع

باب الخامس

***

مقدمه

الحمد للّٰه ربّ العالمین، الصلاة والسلام علیٰ رسول اللّٰه، وعلیٰ آل رسول اللّٰه، و لعنة اللّٰه علیٰ اعدائهم اجمعین من الآن الیٰ یوم الدّین، امّا بعد فقد قال اللّٰه سبحانه وتبارك و تعالیٰ في محکم کتابه الکریم :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[1]

جیسا کہ ہم جانتے ہیں، ماہ رمضان المبارک کا مہینہ کتنا پر برکت اور پر نعمت ہوتا ہے۔ایسا اِس لیے کیونکہ یہ مہینہ، خالق و مالک کائنات، اللہ جَلَّ جَلالُہٗ کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ جَلَّ جَلالُہٗ کی خاص رحمتیں اور برکتیں، انسانوں پر نازل ہوتی ہیں۔ اور یہ وہی مہینہ ہے جس میں اللہ جَلَّ جَلالُہٗ نے مسلمانوں پر روزے واجب کیے، تاکہ انسان اپنے حد کمال تک پہنچ سکے۔ اور روزہ مسلمانوں کی اہم ترین عبادات اور دین اسلام کے فرائض میں سے ایک ہے۔

---

۱ - سورة البقرة، آیة ۱۸۳

اگر ہم چاہیں تو ہم ماہ رمضان المبارک اور اس کی نعمتوں اور برکتوں سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں، تقویٰ اور قربِ الٰہی اختیار کرکے۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں ماہ رمضان المبارک کی معرفت حاصل کرنی ہوگی، ہمیں جاننا ہوگا کہ، آخر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہم پر روزے واجب کیوں کیے، یعنی ہدف و فلسفہ روزہ کیا ہے...؟، اور ہمیں جاننا ہوگا کہ، آخر ہم روزے کس طرح سے رکھیں، جس سے ہمارے روزے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہ میں قبول ہو سکیں، یعنی ہمیں جاننا ہوگا کہ احکام اور آداب روزہ کیا ہیں...؟، اور اس کے علاوہ ہمیں معلوم کرنا ہوگا کہ (قرآن و حدیث) کی نگاہ میں حقیقی روزہ کیسا ہوتا ہے۔

تو اِن ہی سوالوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کتاب کو لکھا ہے، تاکہ ہم آگاہ ہو سکیں کہ کس طرح سے ماہ رمضان المبارک اور اس کی نعمتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھایا جائے، جس سے ہم اس ماہ مبارک میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے قریب ہو کر اُس کے بہترین مہمان ثابت ہو سکیں۔

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے، اور ہر باب، کئی دروس اور موضوعات پر مشتمل ہوگا، جس میں مختلف جزئی عناوین اور موضوعات پر مکمل گفتگو ہوگی :

- باب الاوّل : معرفت ماہ رمضان المبارک۔
- باب الثانی : فقہ کاربردی و احکام روزہ۔
- باب الثالث : آداب و فوائد روزہ۔
- باب الرابع : تقریبات ماہ رمضان المبارک۔
- باب الخامس : منابع۔

١ پہلا باب جو کہ مختلف موضوعات پر مشتمل ہے جیسے : آمادگی ماہ رمضان المبارک، اہمیت ماہ رمضان المبارک، ہدف و فلسفہ روزہ، فلسفہ قبولیتِ روزہ، مفاہیم تقویٰ، قرآن و احادیث میں روزہ کا ذکر وغیرہ... موضوعات پر مفصّل گفتگو ہو گی۔

٢ دوسرا باب جو کہ فقہی مسائل یعنی فقہ کاربردی و احکام روزہ پر مشتمل ہے، جس میں روزے کے احکام کے حوالے سے گفتگو ہو گی (متعدد مراجع) کی نظر کے مطابق جیسے : اقسام روزہ، نیت روزہ، مبطلات روزہ، کفارہ روزہ، کفارہ جمع اور مسافر کا روزہ وغیرہ...۔ اور کلیات احکام روزہ کے ساتھ ساتھ آپ حضرات کی آسانی کیلئے (استفتاءات مراجع) یعنی احکام روزہ کو سوال اور جواب کی شکل میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

٣ تیسرا باب جو کہ آداب و فوائد روزہ پر مشتمل ہے جس میں متعدد موضوعات پر گفتگو ہو گی جیسے ؛ (قرآن و حدیث) کی روشنی میں روزے کے آثار و فوائد اور (احادیث) کی نگاہ میں آداب و اعمال سحر وافطار، وغیرہ...۔

٤ چوتھا باب جو کہ تقریبات ماہ رمضان المبارک پر مشتمل ہے، جس میں مختلف ابحاث پر روشنی ڈالی گئی ہے جیسے ؛ شب قدر سے مراد کیا ہے...؟، قرآن کریم کا نزول کب ہوا...؟، اور نزول قرآن کریم کی کیفیت کے حوالے سے بھی گفتگو ہو گی (تفسیری نکات) کے ساتھ۔

٥ پانچواں اور آخری باب جو کہ منابع اور مصادر پر مشتمل ہے، جس میں، اس کتاب میں ذکر کی گئی سبھی آیات اور احادیث کا مصدر اور منبع ذکر کیا گیا ہے۔

حالانکہ ہم اس سے پہلے بھی ماہ رمضان المبارک کے موضوع پر ایک ۱۰۰ صفحے کی کتاب لکھ چکے ہیں ؛ (شھر رمضان المبارک) جو کہ آشنائی اور مقدماتی سطح کیلئے لکھی گئی کتاب تھی۔ جس میں سبھی موضوعات کو مختصر اور تحلیلی طور پر ذکر کیا گیا تھا، لیکن اَب یہ کتاب جو لکھی گئی ہے، یہ سطح متوسطہ کی طرز پر لکھی گئی کتاب ہے جس میں بہت سے نئے موضوعات کو شامل کیا گیا ہے (تفسیری نکات) کے ساتھ جس کو اُس کتاب میں ذکر نہیں کیا گیا تھا۔

ہم اُمیدوار ہیں ان شاء اللہ آپ حضرات اِس کتاب سے بہرہ مند ہوں گے اور ہمیں اِس کتاب کے بارے میں اپنا نظریہ ایمیل پر ضرور ارسال فرمائیں۔[۱]

علی جواد اعظمی
قم، ایران

***

---

۱ - ایمیل اکائونٹ، صفحہ نمبر ۴ کے کوڈ میں موجود ہے۔

باب الاوّل

معرفت ماہ رمضان المبارک

- آمادگی ماہ رمضان المبارک
- اہمیت ماہ رمضان المبارک
- ہدف و فلسفہ روزہ
- فلسفہ قبولیتِ روزہ
- مفاہیم تقویٰ
- قرآن میں روزے کا ذکر
- احادیث میں روزے کا ذکر

(۱)

آمادگی ماہ رمضان المبارک

أميرالمؤمنين على ابن أبى طالب عليه السلام :

﴿كَمْ مِنْ صَآئِـمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ والظَّمَأُ، وكَمْ مِنْ قَآئِمٍ لَيْسَ له مِنْ قِيَامِه إِلَّا السَّهَرُ والْعَنَآءُ، حَبَّذَا نَوْمُ الأَكْيَاسِ وإِفْطَارُهُمْ﴾[1]

ماہ رمضان المبارک اللہ جل جلالہ کا مہینہ ہے اور یہ مہینہ اللہ جل جلالہ کی مہمانی کا مہینہ بھی ہے، یعنی اِس مہینے میں خداوند متعال اپنے بندوں کا میزبان ہوتا ہے اور ہم اللہ جل جلالہ کے مہمان۔ ماہ رمضان المبارک کے ایام دوسرے مہینوں کے ایام سے زمین اور آسمان کے مانند فرق رکھتے ہیں، کیونکہ اِس مہینے میں ہماری سانسیں تسبیح اور ہمارا سونا عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

ماہ رجب اور ماہ شعبان، ماہ رمضان المبارک کیلئے آمادگی اور زمینہ سازی کا مہینہ ہے۔ ہم نے ماہ رجب اور

---

۱ - نهج البلاغة، حكمت ۱۴۵

ماہ شعبان اور ان مہینوں کی نعمتوں اور برکتوں سے کتنا فائدہ اٹھایا، بیشک ہمارا نفس اور ہمارا وجود جانتا ہے، ہم نے اِن مہینوں میں کتنے روزے رکھے اور کتنی نمازیں پڑھیں اور کتنا صدقہ دیا، بیشک یہ بھی ہمارا نفس اور ہمارا وجود جانتا ہے، اور جس طرح ماہ رجب اور ماہ شعبان گزر گیا اور ماہ رمضان کی آمد آمد ہے، تو کیا ہم نے اِن مہینوں میں اپنے آپ کو ماہ رمضان المبارک کیلئے آمادہ کیا...؟، کیا ہم اُس روحانی سفر کیلئے آمادہ ہیں، جس کا راستہ قُربِ اِلٰہی کی طرف جا رہا ہے...؟، کیا ہم روحانی اور معنوی اعتبار سے ماہ رمضان المبارک کیلئے آمادہ ہیں...؟، کیونکہ اکثر لوگ ماہ رمضان المبارک سے پہلے راشن پانی کا انتظام تو کر لیتے ہیں لیکن ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا اصل مقصد اور ہدف کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، اور غور نہیں کرتے کہ قرآن اور معصومین علیہم السلام نے کس طرح سے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے...؟، اور فکر نہیں کرتے کی آخر اللہ جل جلالہ نے ہم پر روزے واجب کیوں کیے یعنی ہدف روزہ کیا ہے...؟، کیا اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک کچھ نہ کھانا اور کچھ نہ پینا ہی روزہ ہے...؟، لہٰذا ہمیں ماہ رمضان المبارک کیلئے معنوی آمادگی کرنی ہوگی۔ ایک مثال کے ذریعے بات کو واضح کر دیا جائے جیسے ؛ جب کسی طالبِ علم کا امتحان ہوتا ہے تو وہ پڑھائی کر کے امتحان میں شرکت کرتا ہے یعنی پوری تیاری کے ساتھ امتحان میں جاتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ امتحان میں بغیر تیاری کے جائے گا تو وہ فیل بھی ہو سکتا ہے۔ اور اِس کے علاوہ ایک بہتر مثال یہ بھی ہے کہ جب بھی ہم کسی کے گھر مہمانی پر جاتے ہیں تو اس سے پہلے ہم پوری تیاری کرتے ہے جیسے ؛ اچھے اچھے کپڑے اور جوتے پہنتے ہیں، اور میزبان کیلئے ہدیہ بھی خرید کر لے جاتے ہیں۔ تو ماہ رمضان المبارک کی آمادگی بھی اسی طرح سے ہے، ہمیں ماہ رمضان المبارک کیلئے معنوی آمادگی کرنی ہوگی تا کہ ہم اللہ جل جلالہ کے بہترین

مہمان ثابت ہو سکیں، جبکہ اللہ جَلَّ جَلالہٗ اس مہینے میں ہمارا میزبان ہوتاہے، تو کیوں نہ ہم اللہ جَلَّ جَلالہٗ کیلئے ایک بہترین تحفہ لے کر جائیں، اللہ جَلَّ جَلالہٗ کیلئے بہترین تحفہ کیا ہے...؟ اللہ جَلَّ جَلالہٗ کیلئے بہترین تحفہ یہ ہے کہ ہم اُس کی بندگی میں لگ جائیں اور تقویٰ الٰہی اختیار کرلیں ۔ کیونکہ وہ ہمارا ویسا پروردگار ہے جیساکہ ہم چاہتے ہیں تو کیوں نہ ہم اُس کے ویسے بندے بن جائیں جیساکہ وہ چاہتاہے۔اور اسی حوالے سے جو حدیث ہم نے ابتداء میں ذکر کیا ہے جس میں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں : ﴿كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ والظَّمَأُ، وكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ له مِنْ قِيَامِه إِلَّا السَّهَرُ والْعَنَاءُ، حَبَّذَا نَوْمُ الأَكْيَاسِ وإِفْطَارُهُمْ﴾[1] یعنی "کتنے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزوں سے، بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور کتنے عابد شب زندہ دار ہیں، جنہیں اپنے قیام سے شب بیداری اور مشقت کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتاہے۔ ہوشمند انسان کا سونا اور کھانا بھی قابل تعریف ہے"۔ تواِس حدیث سے معلوم ہوتاہے کہ صرف روزہ رکھنا اور عبادت کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ عمل، معرفت اور اعمال دل کی گہرائیوں سے صرف اللہ جَلَّ جَلالہٗ کیلئے ہونا چاہیے، ورنہ بغیر معرفت اور خلوص کے ہر عبادت ضائع ہے، چاہے وہ نماز ہو یا پھر روزہ۔ لہٰذا ہمیں اپنے جسم و روح کو ماہ رمضان المبارک کیلئے آمادہ کرنا ہوگا، کیونکہ یہ قدم کسی ملک اور ریاست کیلئے نہیں بڑھاناہے، بلکہ یہ قدم اللہ جَلَّ جَلالہٗ کی بارگاہ کیلئے اٹھاناہے، لہٰذااِس قدم میں لرزش نہ آئے، کہیں ایسانہ ہو کہ ہماری ذراسی کوتاہیوں کی وجہ سے یہ عظیم الشان مہینہ ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے لہٰذاہم اِس مہینے سے تبھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں جب ہم اِس مہینے کی اہمیت کو جان لیں گے۔

---

۱ - نهج البلاغة، حکمت ۱۴۵

❑ ماہ رمضان المبارک کیلئے معنوی آمادگی اور شناخت، کس طرح سے کیا جائے مندرجہ ذیل میں کچھ موارد قابل ذکر ہیں :

- ہمیں ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا اصل ہدف جاننا ہوگا، یعنی ہمیں جاننا ہوگا کہ آخر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہم پر روزے واجب کیوں کیے...؟، اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ہدف روزہ کیا ہے...؟۔[1]
- ہمیں ماہ رمضان المبارک کی حقیقت اور اہمیت کو سمجھنا ہوگا اور اسی کے ساتھ ساتھ ہمیں اس عظیم ماہ کی معرفت بھی حاصل کرنی ہوگی۔[2]
- ہمیں فلسفہ قبولیتِ روزہ کو سمجھنا ہوگا، یعنی "ہم نے جو ایک مہینے کے روزے رکھے، کیا وہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہ میں قبول بھی ہوئے یا نہیں، کس طرح سے معلوم کریں کہ ہمارے روزے قبول ہوگئے"۔[3]
- ہمیں تقویٰ کے اصل معنی کو سمجھ کر اُسے حاصل کرنا ہوگا۔[4]
- ہمیں معلوم کرنا ہوگا کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں، ایک مومن کا روزہ کس طرح کا ہونا چاہیے۔[5]
- ہمیں احکام روزہ سے اچھی طرح آشنائی حاصل کرنی ہوگی۔[6]

۱،۲،۳،۴،۵ - ان سبھی موارد کو "باب الأوّل" میں مفصّل طریقے سے ذکر کیا گیا ہے۔

٦ - اس مورد کو "باب الثانی" میں مفصّل طریقے سے ذکر کیا گیا ہے۔

- ہمیں معلوم کرنا ہوگا کہ ایک مومن روزہ دار، کاآداب واخلاق کیسا ہونا چاہیے۔[1]
- ہمیں اللہ جَلَّ جَلالہٗ سے وعدہ کرنا ہوگا کہ آج کے بعد فلاں گناہ کو انجام نہیں دیں گے۔
- جتنا ہو سکے ہمیں اللہ جَلَّ جَلالہٗ سے مغفرت طلب کرنی ہوگی، کیونکہ یہ وہی مہینہ ہے، جس میں پروردگار عالم ہمارا میزبان ہوتا ہے اور ہم اللہ جَلَّ جَلالہٗ کے مہمان، تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہم گناہوں کی آلودگیوں کے ساتھ اللہ جَلَّ جَلالہٗ کے مہمان بن سکیں...؟۔ نہیں عزیزوں، اللہ جَلَّ جَلالہٗ کا مہمان بننے کیلیئے پہلے، تمام آلودگیوں سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہوگا، تب جاکر کے ہم اپنے آپ کو حد کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اِس کیلیئے طلب مغفرت ضروری ہے، اور اللہ جَلَّ جَلالہٗ نے اپنی مغفرت اور رحمتوں کا دروازہ ہم پر ہمیشہ سے کھولا ہوا ہے تا کہ ہم اللہ جَلَّ جَلالہٗ کو مغفرت کا موقع دے سکیں، اللہ جَلَّ جَلالہٗ ہمیں معاف کرنا چاہتا ہے لیکن افسوس ہے کہ آج ہم اِس دنیا کی رنگین وادیوں میں گم ہیں، دراصل وہ ہم ہی ہیں جو طلب مغفرت نہیں کرتے ورنہ اللہ جَلَّ جَلالہٗ تو بہت معاف کرنے والا ہے۔ ابھی بھی موقع ہے کہ ہم اللہ جَلَّ جَلالہٗ کی راہ میں واپس آجائیں اور اِس مہینے میں اللہ جَلَّ جَلالہٗ کے بہترین مہمان ثابت ہو سکیں۔

اور بھی اِس کے علاوہ ہم جس بھی طرح سے ماہ رمضان المبارک کیلیئے آمادگی کر سکتے ہیں اسے انجام دیں۔ البتہ صرف آمادگی روحانی اور معنوی ہی کافی نہیں ہے، بلکہ آمادگی ظاہری بھی لازم ہے، جیسے : ماہ رمضان المبارک میں گھر پر راشن پانی کا انتظام کرنا وغیرہ...۔

---

۱ - اس مورد کو "باب الثالث" میں مفصّل طریقے سے ذکر کیا گیا ہے۔

اِس کے علاوہ ایک بہت ہی اہم نقطہ عرض کرنا چاہوں گا کہ، ضروری نہیں کہ، ماہ رمضان المبارک سب کو ہر سال نصیب ہو، کیونکہ سال گزشتہ بہت سے افراد ایسے بھی تھے جو کہ ماہ رمضان المبارک میں ہمارے درمیان موجود تھے، لیکن اب وہ اِس دنیا میں نہ رہے۔ لہٰذا ہمیں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اُس نے ہمیں پھر موقع دیا کہ ہم اِس عظیم مہینے کی نعمتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہمیں روزہ اِس طرح سے رکھنا چاہیے جیسے کہ یہ ہماری زندگی کا آخری روزہ ہو، کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، کیا معلوم ہم اگلے سال ماہ رمضان المبارک میں اِس دنیا میں نہ رہیں۔ اسی حوالے سے روایات میں ذکر ہوا ہے کہ جب بھی ماہ رجب المرجب کا چاند نظر آئے تو اِس دعا کو پڑھیں :

﴿ أَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ وَ أَعِنَّا عَلَى الصِّيَامِ وَ الْقِيَامِ وَ حِفْظِ اللِّسَانِ وَ غَضِّ الْبَصَرِ وَ لَا تَجْعَلْ حَظَّنَا مِنْهُ الْجُوعَ وَ الْعَطَش ﴾[1]

یعنی "اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا (زندہ رکھ) اور رمضان کے روزے رکھنے اور راتوں کو جاگنے (عبادت کرنے) اور زبانیں بند رکھنے اور آنکھیں بند کرنے (گناہوں سے بچنے) میں ہماری مدد فرما۔ اور ہمارے اجر کو رمضان کے مہینے میں، بھوک اور پیاس قرار نہ دے"۔

❊

---

١ - بحار الأنوار، ج ٩٥، ص ٣٧٦
إقبال الأعمال، ج ٢، ص ٦٢٨
الإقبال بالأعمال الحسنة، ج ٣، ص ١٧٣

نتیجہ بحث

جس طرح ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا واجب ہے، اسی طرح سے آمادگی ماہ رمضان المبارک بھی ضروری ہے، خصوصاً آمادگی روحی اور معنوی۔ اور اس کے علاوہ ہم ماہ رجب اور ماہ شعبان میں روزے، نمازیں، عمل صالح اور توبہ کے ذریعے ماہ رمضان المبارک تک، روحانی اور معنوی طور سے آمادہ ہو سکتے ہیں، اور اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ماہ رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی ہم اللہ جل جلالہ کے مہمان بن جائیں گے، اور ہمیں کسی بھی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، لہٰذا ماہ رجب المرجب اور ماہ شعبان المعظم، ماہ رمضان المبارک کی آمادگی اور زمینہ سازی کا ذریعہ ہیں۔ اور اگر ہم ماہ رمضان المبارک کی آمادگی نہیں کر پائے اور اس کے اصل ہدف اور مقصد کو درک نہیں کر پائے، تو بیشک ہم ماہ رمضان المبارک میں بھوکے اور پیاسے تو رہیں گے لیکن، ہمارا روزہ، سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہ ہوگا، کیونکہ ہم اس روزے کے اصل ہدف کو سمجھ ہی نہیں پائے۔

اور بھی اِس کے علاوہ بہت سے پہلوں ہیں، جن کو ہمیں سمجھنا ہوگا، جیسے؛ روزہ صرف اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کو ہمیں درک کرنا ہوگا، جس کو ان شاء اللہ آگے دروس میں ذکر کیا جائے گا۔

***

اہمیت ماہ رمضان المبارک

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

﴿إِنَّ لِرَبِّكُمْ فِي أَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ أَلَا فَتَعَرَّضُوا لَهَا﴾[1]

خداوند متعال بعض اوقات ہماری زندگی میں ہمیں ایسے مواقع اور فرصتیں عطا کرتا ہے، جس کا استعمال کر کے ہم اپنے آپ کو بلند مقام تک پہنچا سکتے ہیں اور ہمیں چاہیے کہ ہم اِن مواقع اور فرصتوں سے استفادہ کریں، ورنہ ہم خود ہی ایسا نقصان دیکھیں گے جس کی تلافی آسانی سے نہیں ہو سکتی۔

اِن ہی بہترین فرصتوں میں سے ایک فرصت ماہ مبارک رمضان ہے، جس کے ذریعے ہم اپنے آپ کو تقویٰ

---

١ - بحار الأنوار، ج ٦٨، ص ٢٢١
کافی، ج ٧، ص ٦٥٠
الوافی، ج ٩، ص ١٣١٠
الأمالی (للمفید)، النص، ص ٢٠٦

الٰہی اور بلند مقام تک پہنچا سکتے ہیں، یہ فرصت ہمارے لیے ایسی سنہری فرصت ہے جس کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے۔ یہ مہینہ برکت و رحمت اور مغفرت و بخشش کا مہینہ ہے، یہ مہینہ اللہ جَلَّ جَلالَہٗ کے نزدیک بہترین مہینہ ہے جس کے دن بہترین دن ہے اور جس کی راتیں بہترین راتیں ہیں اور جس کا ہر لمحہ بہترین لمحہ ہے، اور یہ وہی مہینہ ہے جس میں ہم مہمانی خدا کیلئے دعوت کیے گئے ہیں، اور اس کے علاوہ یہ وہی مہینہ ہے جس میں ہماری سانسیں تسبیح اور ہمارا سونا عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ اور بد بختی اور افسوس اُس شخص کیلئے، جو اِس مہینے میں اللہ جَلَّ جَلالَہٗ کی بخشش سے محروم رہ جائے۔

ہم اِس مہینے سے استفادہ کر کے قرب الٰہی اور تقویٰ اختیار کر سکتے ہیں۔ اور ہم اِس مہینے میں نفس امّارہ پر بھی مسلط ہو سکتے ہیں، بجائے اسکے کہ ہم نفس امّارہ کے خادم بن کر رہیں، تو اِس صورت میں ہماری دنیا بھی سور جائے گی اور آخرت بھی۔

اور اِس کے علاوہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم سے ایک حدیث بھی ہے جس میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم فرماتے ہیں :

﴿هُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَ أَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَ آخِرُهُ الإِجَابَةُ و الْعِتْقُ مِنَ النَّار﴾[1] یعنی "ماہ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس کے ابتداء میں رحمت ہے اور جس کے وسط میں مغفرت اور آخر میں دعاؤں کی اجابت اور جہنم کی آگ سے نجات ہے"۔ اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ ماہ رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا سکتے ہیں۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس

---

١ - الكافى، ج ۴، ص ٦٧

وسائل الشيعة، ج ١٠، ص ٣٠٧

بحار الأنوار، ج ٩٣، ص ٣۴٢

مہینے سے بھرپور فائدہ اٹھائیں تاکہ ہم اِس مہینے کی رحمتوں اور برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں اور اللہ جَلّ جَلالہٗ کی رحمتوں کی بارشوں میں ہماری مغفرت ہو سکے۔ اِس کے علاوہ ایک نقطہ عرض کرنا چاہوں گا کہ، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ، ماہ رجب کے بعد ماہ شعبان آتا ہے، اور ماہ شعبان کے بعد ماہ رمضان المبارک، اسی طرح سے روایت میں آتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ وَ شَعْبَانُ شَهْرُ رَسُولِ اللّٰهِ وَ رَجَبُ شَهْرِی﴾[1] یعنی "ماہ رمضان المبارک اللہ جَلّ جَلالہٗ کا مہینہ ہے اور ماہ شعبان المعظم رسول اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہینہ ہے اور ماہ رجب میرا مہینہ ہے"۔ دیکھیں خداوند عالم نے مہینوں میں بھی خاص حکمت اور ترتیب رکھی ہوئی ہے، یعنی خدا سے قریب ہونے کیلئے پہلے ولایت تک پہنچنا ہو گا اور پھر رسالت تک ، اور تب جاکر کے ہم اللہ جَلّ جَلالہٗ کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ولایت کے بغیر رسالت تک نہیں پہنچ سکتے، اور رسالت کے بغیر خداوند عالم کی بارگاہ تک نہیں پہنچا جا سکتا ہے۔ ولایت بہت اہم پہلو ہے رسالت کو سمجھنے کیلئے اور پھر رسالت کو سمجھنے کے بعد تب کہیں اللہ جَلّ جَلالہٗ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ جَلّ جَلالہٗ نے خاص، ماہ رمضان المبارک کیلئے بھی مہینوں کی ترتیب خاص حکمت سے رکھی ہے تاکہ ، بندہ ماہ رجب سے ہی ماہ رمضان المبارک کیلئے روحی اور معنوی طور سے تیاریاں کر سکے ، اور بندہ ماہ رمضان مبارک تک خالص اور متقی بن جائے ، تاکہ بارگاہ خدا میں داخل ہو کر اللہ جَلّ جَلالہٗ کا مہمان بن سکے ۔ اِس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ہیں، جس سے ماہ رمضان المبارک کی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے، جس کو ان شاء اللہ آگے دروس میں ذکر کیا جائے گا۔

---

۱ - وسائل الشیعة، ج ۱۰، ص ۴۹۳، ح ۱۳۹۳۵

فضیلت ماہ رمضان المبارک کو ذکر کرنے کا یہی مقصد ہے کہ ہم اِس ماہ مبارک کے فضائل سے آشناں ہو سکیں، اور اسی آشنائی کے ذریعے ہم اِس ماہ مبارک کی اہمیت کو جان پائیں اور اِس ماہ مبارک کی نعمتوں اور برکتوں سے بھرپور فائدہ اٹھا کر حد کمال تک پہنچ سکیں۔

بہت سے لوگوں کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ ماہ رمضان المبارک سے کس طرح فائدہ اٹھایا جائے...؟، اور کس طرح سے ہم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے بہترین مہمان بن سکتے ہیں...؟، اور کس طرح سے معلوم کریں کہ ہم نے جو ایک مہینے کے روزے رکھے، کیا وہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہ میں قبول بھی ہوئے یا نہیں...؟۔ اِس کے حوالے سے آگے دروس میں مفصّل گفتگو ہوگی، لیکن ہم ماہ رمضان المبارک میں کس طرح سے قربِ الٰہی اختیار کرسکتے ہیں اور کس طرح سے اِس ماہ مبارک سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مندرجہ ذیل میں قابل ذکر ہیں :

- ہمیں چاہیے کہ ہم نماز یومیہ کے علاوہ بھی نمازیں پڑھیں، جیسے نماز مستحبی (نافلہ) یا پھر نماز شب (تہجد) وغیرہ...۔ جس سے ہم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے زیادہ قریب ہوسکتے ہیں۔
- ہمیں چاہیے جتنا ہو سکے استغفار کریں، کیونکہ وہ استغفار ہی ہے جو ہمیں کمال تک پہنچا سکتا ہے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنی مغفرت کا دروازہ اپنے بندوں کیلیئے ہمیشہ سے کھولا ہوا ہے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ تو چاہتا ہی ہے کہ اپنے بندوں کو معاف کرے لیکن وہ ہم ہی ہیں، جو اِس دنیا کی رنگین وادیوں میں گم ہیں اور طلب مغفرت نہیں کرتے، ورنہ خدا تو بہت معاف کرنے والا ہے۔ ہم ایک مرتبہ دل سے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے مغفرت طلب کر کے تو دیکھیں، ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم دل سے مغفرت طلب کریں اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں معاف نہ کرے۔

- ہمیں چاہیے کہ جتنا ہو سکے ہم غریبوں اور فقیروں کی مدد کریں چاہے وہ مالی امداد کے ذریعے ہو یا پھر کسی اور چیز کے ذریعے، کیونکہ یہ روزے کے ہدف میں سے ایک ہے جس کو ان شاء اللہ آگے دروس میں ذکر کیا جائے گا۔

- ہمیں چاہیے کہ ہم اِس مہینے میں زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کریں، کیونکہ یہ وہی مہینہ ہے جس میں اللہ جل جلالہ کی کتاب، قرآن مجید نازل ہوئی اور ماہ رمضان المبارک کو روایات میں بہار قرآن بھی کہا گیا ہے۔ ویسے تو قرآن کی تلاوت ہمیشہ ہی کرنی چاہیے لیکن بالخصوص ماہ رمضان المبارک میں قرآن کی تلاوت کثرت سے کرنی چاہیے کیونکہ بہت سی احادیث میں ماہ رمضان المبارک میں قرآن کی تلاوت کرنے کی فضیلت اور آثار کا ذکر ہوتا ہے جس کو ان شاء اللہ آگے دروس میں ذکر کیا جائے گا۔

- ہمیں چاہیے کہ جتنا ہو سکے ہم اس ماہ مبارک میں اللہ جل جلالہ کا ذکر کریں اور ہمیشہ اللہ جل جلالہ کی عبادت اور ذکر خدا میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں، آج ساری دنیا سکون ڈھونڈ رہی ہے، آج امیر سے امیر شخصیتوں کے پاس گاڑی، بنگلہ، مکان، پیسہ سب کچھ موجود ہے، لیکن ان لوگوں کے پاس ایک چیز نہیں ہے اور وہ سکون ہے، کیونکہ سکون صرف ذکر خدا میں ہے۔ ہم ایک مرتبہ دل سے عبادت اور ذکر خدا کر کے تو دیکھیں، اِس میں وہ لذت ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ہم دل سے عبادت اور ذکر خدا کریں گے تو اللہ جل جلالہ ہمیں کیا عطا فرمائے گا، یہاں پروردگار عالم فرماتا ہے: ﴿عبدي أطعني اجعلك مثلي أنا حي لا أموت،

اجعلك حيّا لا تموت، أنا غني لا أفتقر أجعلك غنيّا لا تفتقر، أنا مهما أشأ يكن أجعلك مهما تشأ يكن﴾[1] یعنی "اے میرے بندے! تم میری عبادت کا دم بھرنے لگو، میں تمہیں اپنے جیسا بنا دوں گا، جس طرح سے میں زندہ ہوں اور کبھی فانی نہیں ہو سکتا اسی طرح تم بھی زندہ رہو گے، اور جس طرح سے میں غنی ہوں اور کبھی فقیر نہیں ہو سکتا اسی طرح تم بھی غنی ہو جاؤ گے، اور جو بھی میں ارادہ کرتا ہوں وہ عمل میں آ جاتا ہے اسی طرح سے میں تمہیں بنا دوں گا"۔ تو اِس طرح معلوم ہوتا ہے کہ ذکر خدا اور عبادت میں وہ مقام ہے جس کے بارے میں ہم قطعاً تصور نہیں کر سکتے۔

- اور سب سے اہم نقطہ یہ ہے کہ جب بھی ہمارے ذہنوں میں گناہ کو انجام دینے کا خیال آئے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اُس سے دوری کریں اور اللہ جل جلالہ کا خوف کریں اور عذابِ قبر اور عذابِ جہنم کو یاد کریں۔ یعنی ہمیں تقویٰ اختیار کرنا ہوگا۔ تقویٰ کیا ہے...؟، اور اسے کس طرح حاصل کیا جائے...؟، ان شاء اللہ آگے دروس میں ذکر کیا جائے گا۔

اور بھی اس کے علاوہ بہت سے موارد ہیں، جس کے ذریعے ہم ماہ مبارک رمضان اور اس کی نعمتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور قربِ الٰہی اختیار کر کے اللہ جل جلالہ کا بہترین مہمان بن سکتے ہیں، جسے آگے دروس میں ذکر کیا جائے گا۔

❋

---

١ - مشارق أنوار اليقين في أسرار أمير المؤمنين عليه السلام، ص ١٠٤

نتیجہ بحث

ماہ رمضان المبارک ایک بہترین موقع ہے قرب الٰہی اور تقویٰ حاصل کرنے کا۔ اور یہ وہ موقع ہے جو ہر کسی کو ہر بار نصیب نہیں ہوتا۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اِس ماہ مبارک سے جتنا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اٹھائیں۔ کیونکہ بعد میں اس کی تلافی اور بھرپائی کرنا بہت مشکل ہے۔ اور یہ مہینہ ایک رمز ہے[۱] جس کے ذریعے ہم خدا کی بارگاہ میں داخل ہو سکتے ہیں، جس طرح سے ہم رمز کے ذریعے سوشل میڈیا اکاؤنٹ میں لوگن ہو جاتے ہیں۔ اور اِس کے علاوہ یہ مہینہ اُس چابی کے مانند ہے جس کے ذریعے ہم گناہوں اور جہنم کے دروازے کو اپنے لیے بند کر سکتے ہیں اور بہشت کے دروازے کو اپنے لیے کھول سکتے ہیں، لیکن ہمیں آگاہ ہونا ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری بے خیالی کی وجہ سے یہ سنہری چابی ہم سے گم ہو جائے اور ہمیں پتہ بھی نہ چلے، کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، وہ آج بھی آسکتی ہے اور کل بھی، تو ہمیں جو بھی کرنا ہے ابھی سے ہی شروع کرنا ہوگا۔

***

---

۱ - ”رمز“ یعنی پاسورڈ۔

ہدف و فلسفہ روزہ

قال اللّٰہ سبحانه و تبارك و تعالی :

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾[1]

ویسے تو خداوند متعال کی بہت سی صفات ہیں، لیکن اللہ جل جلالہ کی اِن صفات میں سے ایک صفت «حکیم» ہے، یعنی خداوند متعال حکیم ہے، اور غور کرنے کی بات یہاں ہے کہ حکیم، اللہ جل جلالہ کی وہ صفت ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ۹۰ بار سے زیادہ ہوا ہے مختلف جگہوں پہ مختلف تعبیرات کے ساتھ، مثال کے طورپر : ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[2]، ﴿وَ اللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾[3]، ﴿وَ كَانَ اللّٰهُ واسِعاً حَكِيماً﴾[4] وغیرہ۔

---

۱ - سورة البقرة، آية ۱۸۳

۲ - سورة التوبة، آية ۷۱

۳ - سورة التوبة، آية ۱۰۶

۴ - سورة النساء، آية ۱۳۰

اللہ جَلَّ جَلالَہٗ حکیم ہے اس سے کیا مراد ہے...؟، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جَلالَہٗ کوئی بھی فعل بغیر کسی دلیل اور سبب کے انجام نہیں دیتا، جیسے اللہ جَلَّ جَلالَہٗ نے نباتات کو خلق کیا، جس کی بہت سی وجوہات ہیں جیسے ؛ نباتات سے ہمیں آکسیجن ملتی ہے اور اِن ہی نباتات کے ذریعے ہم تک غذا بھی فراہم ہوتی ہے۔ اور بھی اس کے علاوہ نباتات سے ہمیں بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں، تو اللہ جَلَّ جَلالَہٗ نے یہ مخلوق اِس لیے خلق کیا تاکہ انسان اِس سے فائدہ اٹھا سکے، اور اسکے علاوہ اگر ہم بات کریں تو ایک عاقل انسان بھی، جب کوئی کام انجام دیتا ہے تو اُس کا بھی کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے، تو خداوند متعال تو حکیم ہے، کیا اُس نے ہم پر روزے ایسے ہی واجب کر دیے، یا پھر روزے واجب کرنے کی کوئی وجہ بھی بیان فرمائی ہے۔ اگر ہم قرآن و حدیث پر نظر ڈالیں تو ہمیں روزہ کے مقصد اور ہدف کے حوالے سے کافی معلومات حاصل ہوتی ہے۔

قرآن میں روزے کا ہدف

اگر ہم قرآن مجید پر نظر ڈالیں تو پروردگار عالم، سورہ بقرہ کی ۱۸۳ ویں آیت میں فرماتا ہے :

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾[۱] یعنی "اے ایمان والو! تم پر روزے کا حکم لکھ دیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر لکھ دیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"۔ اِس آیت میں خداوند متعال نے روزے کے حکم کے ساتھ ساتھ، ہدف روزہ بھی بیان کر دیا۔ روزے کا ہدف اور مقصد (تقویٰ) ہے۔ یعنی ہم اِن روزوں کے ذریعے تقویٰ اختیار کریں، یہی اللہ جَلَّ جَلالَہٗ

۱ - سورة البقرة، آية ۱۸۳

کا ہدف اور مقصد ہے ﴿...لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ﴾[1]۔ تقویٰ کیا ہے...؟ اور اس کی کتنی اقسام ہیں...؟ اور اسے کس طرح سے اختیار کیا جائے...؟، إن شاء اللہ آگے دروس میں بیان کیا جائے گا۔

احادیث میں روزے کا ہدف

جس طرح اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید میں روزے کا ہدف بیان فرمایا ﴿...لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ﴾[1]، اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے بھی روزے کا مقصد اور ہدف بیان فرمایا ہے، یوں تو روزے کے ہدف اور مقصد کے حوالے سے ہزاروں احادیث ہیں، جس سے روزے کے مختلف اہداف اور مقاصد کا پتہ چلتا ہے جیسے :

▪ روزہ یعنی صبر

قرآن مجید میں خداوند متعال سورہ بقرہ کی ۴۵ اور ۱۵۳ ویں آیت میں فرماتا ہے :

﴿استَعِینُوا بِالصَّبرِ وَ الصَّلٰوۃِ﴾[2] یعنی "صبر اور نماز سے سہارا لو"۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اِس مقام پر فرماتے ہیں : ﴿فِي قَوْلِ اَللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اِسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ اَلصَّلاٰةِ، قَالَ اَلصَّبْرُ اَلصَّوْمُ﴾[3] یعنی "یہاں صبر سے مراد روزہ ہے"۔تو اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں اِس ماہ مبارک میں صبر کرنا سیکھنا ہوگا۔

---

۱ - سورة البقرة، آية ۱۸۳

۲ - سورة البقرة، آية ۴۵ و ۱۵۳

۳ - وسائل الشيعة، ج ۱۰، ص ۴۰۸

■ روزہ اخلاص کا امتحان ہے۔

○ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں : ﴿فَرَضَ اللّٰهُ...الصِّیَامَ ابْتِلَآءً لِاِخْلَاصِ الْخَلْقِ﴾[1] یعنی "خداوند متعال نے روزہ کو مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کیلئے واجب کیا"۔

○ فاطمہ زہرا علیہا السلام فرماتی ہیں : ﴿فَرَضَ اَللّٰهُ اَلصِّیَامَ تَثْبِیتاً لِلْإِخْلَاصِ﴾[2] یعنی "اللہ جل جلالہ نے روزے اس لیے واجب کیے تا کہ بندوں کے اخلاص کا اثبات کر سکے"۔

تو اِن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزوں کے اہداف میں سے ایک ہدف اخلاص کا ہونا ہے۔ یعنی ہمیں اس ماہ مبارک میں اللہ جل جلالہ کو ثابت کرنا ہوگا کہ ہم نے یہ روزے صرف اور صرف اللہ جل جلالہ کیلئے ہی رکھے ہیں نہ کہ دکھاوے کیلئے، اور ہمیں اپنے اخلاص کو برقرار بھی رکھنا ہوگا۔

■ روزہ ہمدردی سکھاتا ہے۔

جب بھی روزہ دار، روزوں کی سختیوں کو تحمل کرتا ہے، تو اُس کے دل میں اُن بھوکے اور پیاسے فقیروں کیلئے ہمدردی ایجاد ہوتی ہے، اور یہی ہمدردی باعث بنتی ہیں کہ وہ اُن فقیروں پر احسان کرے اور اُن کی مدد کرے۔ جس کے حوالے سے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿إِنَّمَا فَرَضَ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلصِّیَامَ لِیَسْتَوِيَ بِهِ اَلْغَنِيُّ وَ اَلْفَقِیرُ﴾[3] یعنی "اللہ جل جلالہ نے روزے

---

۱ - نور الثقلین، ج ۴، ص ۱۹۰

۲ - بحار الأنوار، ج ۹۳، ص ۳۶۸

۳ - من لا یحضره الفقیه، ج ۲، ص ۷۳

اس لیے واجب کیے تاکہ اِس سے غنی اور فقیر مساوی ہو سکیں"۔ اور اس کے علاوہ امام علی رضا علیہ السلام بھی فرماتے ہیں : ﴿إِنَّمَا أُمِرُوا بِالصَّوْمِ لِكَيْ يَعْرِفُوا أَلَمَ اَلْجُوعِ وَ اَلْعَطَشِ فَيَسْتَدِلُّوا عَلَى فَقْرِ الْآخِرَةِ﴾[1] یعنی "لوگوں کو روزے رکھنے کا حکم اِس لیے دیا گیا ہے تاکہ اِس کے ذریعے بھوک اور پیاس کے درد کو سمجھیں اوراِس کے وسیلے سے آخرت کی غربت اور مصائب کو یاد کریں"۔

❊

نتیجہ بحث

ماہ رمضان المبارک کے روزے ہمارے لیے ایک سبق بھی ہے اور ایک امتحان بھی۔ جس طرح ہم ہر کام کو انجام دینے سے پہلے اُس کے ہدف اور مقصد کو سمجھتے ہیں، اسی طرح ہمیں ماہ رمضان المبارک کے روزے کا اصل ہدف اور مقصد کو سمجھنا ہوگا تبھی ہم اِن روزوں سے اور اِس ماہ مبارک سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم ان روزوں کے اصل ہدف اور مقصد کو درک نہیں کر پائے یا پھر اِس پر عمل نہیں کر پائے، تو بیشک ہم ماہ رمضان المبارک میں اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک بھوکے اور پیاسے تو رہیں گے لیکن ہمیں اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، اسے بھوک اور پیاس تو کہہ سکتے ہیں لیکن اسے روزہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ہم روزے کے اصل ہدف اور مقصد کو سمجھ ہی نہیں پائے۔

❊❊❊

---

۱ - وسائل الشيعة، ج ۱۰، ص ۹

٤

فلسفہ قبولیتِ روزہ

قال اللّٰہ سبحانه و تبارك و تعالى :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[1]

جس طرح ہم نے قرآن و حدیث کی نگاہ میں جانا کہ روزے کا اصل ہدف اور مقصد کیا ہے، تو ہمیں سورہ بقرہ کی ۱۸۳ویں آیت سے روزے کا ہدف اور مقصد کا علم ہوا، یعنی روزے کا اصل ہدف اور مقصد تقویٰ ہے، لہٰذا اللہ جل جلالہ کا روزے واجب کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم اِس ماہ مبارک کے ذریعے تقویٰ اختیار کریں۔ اب بات یہاں آتی ہے کہ فلسفہ قبولیتِ روزہ کی تعریف کیا ہے...؟، فلسفہ قبولیت رِوزہ یعنی ہم کس طرح سے معلوم کریں کہ ہم نے جو ایک مہینے کے روزے رکھے، کیا وہ اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں قبول بھی ہوئے یا نہیں، روزے کی قبولیت کے حوالے سے جانکاری حاصل کرنا ہی فلسفہ قبولیت روزِہ ہے۔

---

۱ - سورة البقرة، آية ۱۸۳

ہم نے جو ایک مہینہ کا روزہ رکھا، اگر ہم چاہتے ہیں کہ اُن روزوں کی قبولیت کی وضعیت کے حوالے سے معلومات حاصل کریں، تو ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم نے اُن اہداف روزہ، جس کو اللہ جل جلالہ اور معصومین علیہم السلام نے ذکر کیا تھا، ہم نے اس پر کتنا عمل کیا، ہم نے جس بھی حد تک اُن اہداف روزہ پر عمل کیا ہوگا، اسی حد تک ہمارے روزے بھی اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں قبول ہوں گے۔ البتہ ہمارے روزوں کی قبولیت کا نہائی اور کامل ترین علم تو صرف اللہ جل جلالہ کو ہی ہے۔

جس طرح سے اللہ جل جلالہ نے روزے کا ہدف، تقویٰ کو قرار دیا ہے، تو ہم اپنے آپ کو دیکھیں کہ ہم نے اس ماہ مبارک میں تقویٰ کس حد تک اختیار کیا۔ اب یہاں سوال ذہن میں آتا ہے کہ آخر تقویٰ کسے کہتے ہیں...؟، آخر تقویٰ کا کیا مقام ہے، جس کو اللہ جل جلالہ نے روزے کا ہدف ہی قرار دے دیا...؟،ان سوالوں کے جواب کو اگلے درس میں مفصّل طریقے سے ذکر کیا گیا ہے۔

تو ہمیں ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا اصل ہدف اور مقصد کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہوگا، اور یہ عمل صرف ماہ رمضان المبارک تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اسے ادامہ دینا ہوگا اور اس سلسلے کو جاری رکھنا ہوگا، یعنی اگر روزے کا مقصد تقویٰ ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف ماہ رمضان تک ہی محدود ہے، بلکہ ماہ رمضان المبارک کے بعد ہی اصل امتحان شروع ہوتا ہے، یعنی صرف ماہ رمضان المباک میں دیندار بن جانا کمال نہیں ہے، بلکہ کمال اس دینداری کو ادامہ دینے میں ہے۔

ہمارے روزے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں قبول ہوئے یا نہیں، یہ جاننے کا ایک اور بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ ہم اپنے آپ کو دیکھیں کی کیا ہمارے اندر ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد کچھ تبدیلیاں آئیں

یا نہیں، اگر ہمارے اندر تبدیلیاں نہیں آئیں تو یقین جانیں کہ ہم ماہ رمضان میں بھوکے اور پیاسے تو رہے تھے، لیکن ہمارا روزہ رکھنا، روزہ نہ تھا، دراصل وہ روزہ رکھنا کیسے روزہ ہو سکتا ہے ، جو ہماری زندگی میں تبدیلیاں اور بدلاؤ ہی نہ لا سکے۔ البتہ اگر ہمارے اندر ماہ رمضان المبارک میں کچھ نیک بدلاؤ نظر آئے، لیکن ماہ رمضان المبارک کے گزرنے کے بعد پھر ہم ویسے ہی ہو جائیں جیسے کہ ہم ماہ رمضان المبارک سے پہلے تھے تب بھی، ہمارا روزہ، دراصل روزہ نہ تھا سوائے بھوک اور پیاس کے، کیونکہ ہم ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا اصل ہدف پر عمل نہیں کر پائے جبکہ ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا اصل ہدف ہی تقویٰ تھا ﴿...لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[1]، جس کو ہم نے چھوڑ دیا۔

اور بھی اس کے علاوہ جو احادیث معصومین علیہم السلام میں روزے کے اہداف بیان ہوئے ہیں، ہمیں اُس پر بھی توجہ دینی ہو گی اور اُسے درک کر کے ، بغیر ریاکاری اور دکھاوے کے، خلوص کے ساتھ اپنی زندگی میں عمل میں لانا ہو گا۔ تبھی ہمارا روزہ کامیاب ہو گا۔ اور وہی روزہ اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں قابل قبول بھی ہے اور قبولیت کا نہائی اور کامل ترین علم بھی صرف اللہ جل جلالہ کو حاصل ہے۔

ظاہری اور معنوی روزہ

کیا روزہ صرف جسم کیلئے ہی ہوتا ہے یا پھر روح کا بھی روزہ ہوتا ہے...؟، یہ ایک ایسا سوال ہے جس کو اکثر افراد درک نہیں کر پاتے ہیں، اور گمان کرتے ہیں کہ ، روزہ صرف جسم کیلئے ہی ہوتا ہے، یعنی اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک کچھ نہ کھانا اور نہ پینا ہی روزہ ہے، دراصل اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک کچھ نہ کھانا

---

۱ - سورة البقرة، آیة ۱۸۳

اور نہ پینا، مبطلات روزہ ہے، نہ کہ خود روزہ، روزہ ایک معنوی رابطہ ہے جو کہ ایک بندہ کا اپنے خدا کے درمیان ہوتا ہے، ہم بڑی ہی آسانی سے مبطلات روزہ سے پرہیز تو کر لیتے ہیں، لیکن کیا ہم نے کبھی غور و فکر کیا کی، کیا یہی روزہ ہے...؟۔ جس طرح جسم کا روزہ سبھی مبطلات روزہ سے اپنے آپ کو بچانا ہے، اسی طرح سے، ہمیں اپنی روح کو ہر اُن چیزوں سے بچانا ہوگا جو ہماری روح کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ جس طرح ہم ظاہری روزے کیلئے سبھی مبطلات روزہ سے بچتے ہیں، اسی طرح ہمیں ہر اُن کاموں کو ترک کرنا ہوگا جس میں خدا کی رضایت نہ ہو، لہٰذا ہمیں معنوی روزے سے غافل نہیں ہونا ہے۔ ❊

نتیجہ بحث

ہمیں ماہ رمضان المبارک کے روزے کا اصل ہدف اور مقصد کو جان کر اس پر عمل کرنا ہوگا تبھی ہمارا روزہ کامیاب ہے، اور وہی روزہ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کی بارگاہ میں قابل قبول بھی ہے، اور اگر ہم نے ماہ رمضان المبارک کے روزے تو رکھے، لیکن ہم اس کے ہدف کو حاصل نہ کر سکے، تو یقیناً ہم نے اپنے آپ کو زحمتوں میں تو ڈالا، لیکن اس سے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اور اس کے علاوہ ہم اپنے ماضی کو دیکھ کر اور مقایسہ کر کے معلوم کر سکتے ہیں کہ ہمارے روزے اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کی بارگاہ میں قبول ہوئے یا نہیں۔ جس طرح اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ اور معصومین علیہم السلام نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے، ہمیں اسی طرح روزہ رکھنا ہوگا، اور اُن کے فرمان کے مطابق، روزہ رکھنے میں ہی لذت بھی ہے اور اجر بھی۔

❊❊❊

۵

مفاہیم تقویٰ

قال اللّٰه سبحانه و تبارك و تعالی :

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾[۱]

دراصل تقویٰ کا معنی اپنے آپ کو ضرر اور نقصانات سے بچانا ہے[۲]، یعنی انسان اپنے آپ کو جسمانی اور روحانی نقصانات اور مادّی اور معنوی نقصانات، یا پھر عذابِ خدا سے اپنے جسم و جان کو بچانا ہی تقویٰ ہے۔[۳] یا پھر ہر وہ عمل جو اللہ جل جلالہ کو پسند ہے اسے انجام دینا، اور جب بھی گناہ ہونے کا خطرہ ہو تو اللہ جل جلالہ سے ڈرنا، یہاں اللہ جل جلالہ سے ڈرنے سے مراد "اللہ جل جلالہ کے قہر اور عذاب سے ڈرنا ہے"، کہ کہیں ہم پر

---

۱ - سورة البقرة، آية ۱۸۳

۲ - التحقيق فى كلمات القرآن الكريم ؛ مادّه "وقى".

۳ - تفسير مقدّماتى قرآن كريم؛ محمد على رضايى اصفهانى، ص ٦٢ و ١١٢

ہماری گناہوں کی وجہ سے اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کا قہر اور عذاب نازل نہ ہو جائے[1]، اور کہیں ہم اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم نہ ہو جائے۔

خود لفظ تقویٰ قرآن مجید میں ۱۷ بار آیا ہے، لیکن اِس کے مشتقات قرآن میں **۲۰۰** بار سے زیادہ ذکر ہوا ہے۔ اِس کلمہ کی، قرآن مجید میں بارہا تکرار کی وجہ سے ہمیں تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ نے بارہا قرآن مجید میں اپنے بندوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ خود اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ نے روزہ ہم پر واجب اس لیے کیا تاکہ ہم تقویٰ اختیار کریں ﴿...لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾۔

اب یہاں یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ آخر تقویٰ کو کس طرح سے حاصل کیا جائے...؟، اِس سے پہلے کی ہم تقویٰ اختیار کرنے کے طریقہ اور راہ کو جانیں، ہمیں تقویٰ کی اقسام اور اِس کے مراحل کو جاننا ہوگا، تبھی ہم تقویٰ کو بہتر طریقہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

تقویٰ کی اقسام اور اس کے مراحل

تقویٰ کی تین قسمیں ہیں[2]۔

- اعتقادی تقویٰ
- عملی تقویٰ
- قلبی تقویٰ

---

۱ - تفسیر مجمع البیان؛ فضل بن حسن طبرسی، ج ۳، ص ۲۴۰

۲ - تفسیر مقدّماتی قرآن کریم؛ محمد علی رضایی اصفهانی، ص ۱۱۳

- اعتقاد کا تقویٰ، یعنی صحیح اعتقاد اور فکر کو حاصل کر کے اور اُس کی محافظت کے ذریعے اپنے آپ کو عذاب سے بچانا۔
- گناہوں کے خلاف عملی تقویٰ، یعنی کوئی واجب عمل ہم سے ترک نہ ہو پائے اور کوئی بھی حرام عمل ہم سے انجام نہ ہو سکے۔
- دل کا تقویٰ، ہر اُس چیز سے اپنے آپ کو دور رکھنا، جس سے ہم مشغول ہو کر راہ حق سے منصرف ہو جاتے ہیں۔[۱] مثال کے طور پر خواہشات نفسانی۔

ہم نے تقویٰ کی اقسام کو ذکر تا کہ ہم جان سکیں کی تقویٰ کتنی قسموں کا ہوتا ہے، جس سے ہم تقویٰ کو بہتر طریقہ سے حاصل کر سکیں، تقویٰ حاصل کرنے کے ویسے تو بہت سے طریقے ہیں، لیکن ہم کچھ اہم موارد ذکر کریں گے جس سے ہم آسانی سے تقویٰ اختیار کر سکتے ہیں ان شاء اللہ۔

- ہر وہ کام جسے اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ نے واجب قرار دیا ہے، وہ ہم سے ترک نہ ہو سکے یعنی ہمیں ترک واجبات سے دوری اختیار کرنی ہو گی۔
- ہر وہ کام جسے اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ نے حرام قرار دیا ہے، اُسے ترک کرنا ہو گا، اور کسی بھی صورت میں کار حرام ہم سے سرزد نہ ہو پائے۔
- جب بھی گناہوں کا خیال ہمارے ذہنوں میں آئے، تو ہمیں چاہیے کہ ہم فوراً اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کو یاد کریں

---

۱ - بحار الأنوار، ج ۷۰، ص ۱۳۶

اور اُس گناہ کو ترک کر دیں، اور اللہ جَلَّ جَلالَہٗ کا خوف کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو، اللہ جَلَّ جَلالَہٗ کی رحمتیں اور برکتیں ہم پر تمام ہو جائیں اور اللہ جَلَّ جَلالَہٗ کا عذاب اور غضب ہم پر نازل ہو جائے۔

- ہمیں اپنے آپ کو ہر ان کاموں سے روکنا ہو گا جو ہمیں راہ حق سے منصرف کر دیتی ہیں، جیسے خواہشات نفسانی وغیرہ...۔
- ہمیں ہر اُن باطل عقیدوں سے بچنا ہو گا جو ہمیں جہنم کی آگ تک لے جا سکتے ہیں۔
- ہمیں اہداف اُخروی سے آگاہ ہونا ہو گا اور اُس پر توجہ دینی ہو گی۔

❋

نتیجہ بحث

تقویٰ روزے کا اہم ترین اور اساس ترین ہدف ہے جس کو خود اللہ جَلَّ جَلالَہٗ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے ﴿...لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾، اور ہمیں اس ماہ مبارک میں روزوں کے ذریعے تقویٰ کو صحیح معنی میں سمجھ کر اسے اختیار کرنا ہو گا، ورنہ بیشک ہمارا روزہ، بھوک اور پیاس تو کہلا سکتا ہے لیکن روزہ نہیں کیونکہ، دراصل ہم روزے کے ہدف اور مقصد کو نہ تو سمجھ پائے اور نہ ہی عمل کر سکے۔ لہٰذا ہمیں روزہ رکھنا ہے، تقویٰ کو حاصل کرنے کیلئے، اور تقویٰ حاصل کرنے سے پہلے ہمیں تقویٰ کے مفہوم اور معنی اور اسکے مراحل سے آشنائی حاصل کرنی ہو گی تبھی ہم تقویٰ کو بہتر طریقہ سے اختیار کر سکتے ہیں۔

❋❋❋

٦

قرآن میں روزے کا ذکر

قال اللّٰہ سبحانہ و تبارك و تعالی :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾[1] أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۴﴾[2]

قرآن مجید میں ماہ رمضان المبارک اور روزے کے متعلق بہت سی آیات ہیں، جس سے ہمیں ماہ رمضان المبارک اور روزے کے بارے کافی اہم اور دقیق معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ہم نے کچھ آیات کو تفسیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جس سے ہمیں روزے کے اہداف اور روزہ کے احکام کے بارے، میں بھی کافی اہم اور دقیق معلومات حاصل ہوتی ہے۔

---

۱ - سورۃ البقرۃ، آیۃ ۱۸۳

۲ - سورۃ البقرۃ، آیۃ ۱۸۴

سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۸۳

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾

❑ ترجمہ

اے ایمان والو! تم پر روزے کا حکم لکھ دیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر لکھ دیا گیا تھا، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔[1]

❑ تشریح کلمات

الصِّیَامُ : (ص و م) صوم کی جمع ہے۔ یعنی کسی چیز سے رک جانا اور اسے ترک کر دینا۔[2]

❑ تفسیر آیہ

- روزے کا حکم بیان کرتے ہوئے اللہ جلّ جلالہ نے اِس بات کو بھی ذکر فرمایا کہ یہ صرف تم پر ہی نہیں بلکہ گزشتہ اُمّتوں پر بھی واجب کیا گیا تھا۔ اِس میں دو نکتے پوشیدہ ہیں :
  - روزے کا وجوب انسانی فطرت کے تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا ہے۔ اگرچہ مختلف ادیان میں تقاضوں کے بدلنے سے شریعتیں بدلتی رہی ہیں، لیکن جو بات انسانی فطرت کے تقاضوں سے مربوط ہو وہ نہیں بدلتی۔ اسی وجہ سے روزہ تمام شریعتوں میں نافذ رہا۔[3]

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۱

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۱

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۱

○ مسلمانوں کی دل جوئی کے لیے کہ روزہ اُن پر بار گراں نہ گزرے، کہا گیا کہ یہ صرف تم پر ہی نہیں، بلکہ سابقہ اُمتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔[1]

■ تقویٰ اور روزہ

اِس آیۂ شریفہ کا آخری جملہ ﴿لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ﴾ بتاتا ہے کہ روزے کا ایک طبعی اور لازمی نتیجہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہر قسم کے خطرات سے بچنا اور انسان کو سب سے زیادہ خطرات اپنی ذاتی خواہشات کی طرف سے لاحق ہوتے ہیں :

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ﴾[2]

یعنی ”لوگوں کے لیے خواہشات نفس کی رغبت مثلاً عورتیں، بیٹے، سونے اور چاندی کے ڈھیر لگے خزانے، عمدہ گھوڑے، مویشی اور کھیتی زیب وزینت بنادی گئی ہیں، یہ سب دنیاوی زندگی کے سامان ہیں اور اچھا انجام تو اللہ ہی کے پاس ہے“۔

○ روزہ داخلی خطرات سے بچنے کا اہم ترین وسیلہ ہے۔ کیونکہ روزہ حلال اور مباح چیزوں سے اجتناب کی اہم تربیت ہے۔ انسان جب حلال اور مباح چیزوں سے اجتناب کرنے کا عادی بن جائے تو حرام چیزوں سے اجتناب کرنا اُس کے لیے مزید آسان ہو جاتا ہے۔[3]

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۱

۲ - سورة آل عمران، آیة ۱۴

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۱

سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۸۴

﴿أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

❑ ترجمہ

(یہ روزے) گنتی کے چند دن ہیں، پھر اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں مقدار پوری کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے میں مشقت محسوس کرتے ہیں وہ فدیہ دیں جو ایک مسکین کا کھانا ہے، پس جو اپنی خوشی سے نیکی کرے تو اس کے لیے بہتر ہے اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔[1]

❑ تشریح کلمات

يُطيقُونَ : (اَلْاِطَاقَة) پوری طاقت صرف کرنا۔[2]

فِديَةٌ : وہ مال جو کسی مشقت کے بدلے ادا کیا جاتا ہے۔ مثلاً اسیری اور روزے کا عوض۔[3]

❑ تفسیر آیہ

- (اَیَّامًا مَّعدُوۡدٰتٍ) گنتی کے چند دن، یعنی ماہ رمضان المبارک۔ کیونکہ بارہ مہینوں میں سے ایک ماہ گنتی

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۲

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۲

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۲

کے چند دن ہی ہوتے ہیں۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سال میں چند دن یعنی ایک ماہ کے روزے رکھنا کوئی پر مشقت کام نہیں ہے۔[1]

- مسافر اور مریض کا روزہ : روزے کا حکم بیان فرمانے کے بعد مسافر اور مریض کے لیے فرمایا کہ اگروہ ان معدود ایام میں روزہ نہ رکھ سکیں تو اس مقدار کو دوسرے دنوں میں پورا کر سکتے ہیں، مقررہ دنوں میں نہ سہی لیکن اصل روزہ تو ہر حال میں بجالانا ہوگا۔[2]

  - اکثر اہل سنت فقہا کے نزدیک مسافر اور مریض کو صرف اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور بعد میں قضا بجالائیں۔ فقہ اہل بیت علیہم السلام کے مطابق مسافر اور مریض کا روزہ باطل ہے۔ انہیں بعد میں اپنے روزوں کو بجالانا ہوگا۔ چنانچہ ظاہر آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے ﴿فَعِدَّةٌ مِّن اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ کہ قضا ضروری ہے اور اگر قضا ضروری ہے تو افطار بھی ضروری ہے ﴿وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهٗ فِديَةٌ طَعَامُ مِسكِينٍ﴾۔[3]

  - جو روزہ رکھنے میں مشقت محسوس کرتے ہیں وہ فدیہ دیں، جو ایک مسکین کا کھانا ہے۔ یہ حکم معمر لوگوں اور دائمی مریضوں، بوڑھے، مریض، زیادہ پیاس والے، وہ ماں جو اپنے بچے کے لیے خائف ہو، کے لیے ہے کہ انہیں روزہ رکھنے میں معمول سے زیادہ مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔[4]

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۲

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۲

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۲

۴ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۲

- روزے کے احکام بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے میں خود تمہاری ہی بہتری ہے اور اس بہتری کو انسان کی معلومات کے ساتھ مربوط فرمایا اور ارشاد ہوا : ﴿وَ اَن تَصُومُوا خَیرٌ لَّکُم اِن کُنتُم تَعلَمُونَ﴾۔ "اگر تم علم رکھتے تو روزہ رکھنے میں خود تمہاری بہتری ہے"۔

○ جب بھی انسان کا اپنے اور کائنات کے بارے میں معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا، روزے کے فوائد ان پر زیادہ سے زیادہ عیاں ہوتے جائیں گے۔ جیسا کہ پہلے کی نسبت آج کا انسان روزے کے طبّی، نفسیاتی اور دیگر فوائد کو بہتر سمجھ سکتا ہے کہ روزے میں قوت ارادی کی تربیت، صبر و تحمل کی مشق، ایثار و قربانی کا درس ہے اور روزہ خلوص و محبت کا نمونہ ہے۔[1]

❑ اہم نکات

۱۔ اسلامی احکام انسان کی مختلف جسمانی و نفسیاتی مصلحتوں سے ہم آہنگ ہیں۔

۲۔ جس طرح سے علمی ترقی ہو گی، اسلام کی حقانیت اسی قدر زیادہ واضح ہو گی۔

❊❊❊

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۲

احادیث میں روزے کا ذکر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

﴿لَوْ یَعْلَمُ اَلْعَبْدُ مَا فِي رَمَضَانَ لَوَدَّ أَنْ یَکُونَ رَمَضَانُ اَلسَّنَةَ﴾[1]

ہم نے قرآن مجید کی کچھ آیات کو تفسیر کے ساتھ بیان کیا جس سے ہمیں روزے کے حوالے سے کافی دقیق اور اہم معلومات حاصل ہوئی۔ قرآن کے بعد اگر ہم احادیث معصومین علیہم السلام پر روشنی ڈالیں، تو ماہ رمضان المبارک اور روزے رکھنے کے حوالے سے معصومین علیہم السلام کی ہزاروں احادیث ملتی ہے، جس سے ماہ رمضان المبارک کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں ہمیں کافی دقیق اور اہم معلومات حاصل ہوتی ہے۔ جیسے : روزے رکھنے کی اہمیت کیا ہے...؟، اور روزے کے مراحل اور مراتب کے بارے میں بھی معلومات حاصل ہوتی ہے، تو اسی حوالے سے ہم نے کچھ اہم اور معروف احادیث کو اس درس میں نقل کیا ہے۔

---

١ - بحار الأنوار، ج ٩٣، ص ٣٤٦

احادیث میں روزے کی اہمیت اور فضیلت

روزے کی اہمیت اور فضیلت کے حوالے سے معصومین علیہم السلام سے بہت سی احادیث موجود ہیں، جس سے روزے کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے، جن میں سے کچھ احادیث قابل ذکر ہیں :

❑ اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک بنیاد روزہ ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿بُنِیَ اَلْإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسَةِ أَشْيَاءَ، عَلَى اَلصَّلَوةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلْحَجِّ وَ اَلصَّوْمِ وَ اَلْوَلاَيَةِ﴾[1]

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے : نماز، زکات، حج، روزہ، ولایت"۔

❑ روزہ قیامت کی یاد دلاتا ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿إِنَّمَا أُمِرُوا بِالصَّوْمِ لِكَيْ يَعْرِفُوا أَلَمَ اَلْجُوعِ وَ اَلْعَطَشِ فَيَسْتَدِلُّوا عَلَى فَقْرِ اَلْآخِرَةِ﴾[2]

"روزہ رکھنے کا حکم اس لیے دیا گیا، تاکہ ہم بھوک اور پیاس کے درد کو سمجھیں اور اس کے ذریعے ہم آخرت کی غربت اور مصائب کو سمجھ سکیں"۔

---

۱ - من لا يحضره الفقيه، ج ۲، ص ۷۴

وسائل الشيعة، ج ۱، ص ۱۳

بحار الأنوار، ج ۷۹، ص ۲۳۴

۲ - وسائل الشيعة، ج ۱۰، ص ۰۹

❑ روزہ بدن کی زکات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

﴿لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَ زَكَاةُ الْأَبْدَانِ اَلصِّيَامُ﴾[1]

"ہر چیز کیلئے زکات ہوتی ہے، اور بدن کی زکات روزہ ہے"۔

❑ روزہ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

﴿اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ اَلنَّارِ﴾[2]

"روزہ (جہنم) کی (سپر) ڈھال ہے"۔ یعنی "روزہ رکھنے سے انسان جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا"۔

❑ روزہ جہاد کی مانند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

﴿اَلصَّوْمُ فِي اَلْحَرِّ جِهَادٌ﴾[3]

"گرمی میں روزہ رکھنا جہاد ہے"۔

---

١ - من لا يحضره الفقيه، ج ٢، ص ٧٥

٢ - الكافى، ج ۴، ص ٦٢

٣ - بحار الانوار، ج ٩٣، ص ٢٥٧

❑ خوش نصیب لوگ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

﴿طُوبَى لِمَنْ ظَمِأَ أَوْ جَاعَ لِلْبِرِّ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَشْبَعُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾[1]

”خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو خدا کے لیے بھوکے پیاسے ہیں اور یہ لوگ قیامت کے دن سیر ہوں گے“۔

❑ روزہ دار کا مقام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

﴿إِنَّ لِلْجَنَّةِ بَاباً يُدْعَى الرَّيَّانَ لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ إِلاَّ الصَّائِمُونَ﴾[2]

”جنت کا ایک دروازہ ہے جسے (ریّان) کہتے ہیں جہاں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہو سکتے ہیں“۔

❑ ماہ رمضان المبارک کا مقام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

﴿لَوْ يَعْلَمُ الْعَبْدُ مَا فِي رَمَضَانَ لَوَدَّ أَنْ يَكُونَ رَمَضَانُ السَّنَةَ﴾[3]

”اگر بندہ خدا (انسان) کو معلوم ہو جائے کہ ماہ رمضان میں کیا ہے، تو وہ یہ پسند کرے گا کہ سارا سال رمضان ہی رہے“۔

---

۱ - المقنعة ؛ ج ۱ ، ص ۳۷۴

۲ - بحار الانوار، ج ۹۳، ص ۲۵۲

۳ - بحار الانوار، ج ۹۳، ص ۳۴۶

❑ برترین روزہ۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿صَوْمُ اَلْقَلْبِ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ اَللِّسَانِ وَ صَوْمُ اَللِّسَانِ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ اَلْبَطْنِ﴾[1]

”دل کا روزہ زبان کے روزے سے افضل ہے اور زبان کا روزہ شکم کے روزے سے افضل ہے“۔

❑ واقعی روزہ۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿اَلصِّيَامُ اِجْتِنَابُ اَلْمَحَارِمِ كَمَا يَمْتَنِعُ اَلرَّجُلُ مِنَ اَلطَّعَامِ وَ اَلشَّرَابِ﴾[2]

”روزہ حرام چیزوں سے پرہیز کرنے کا نام ہے جس طرح ایک شخص کھانے پینے سے پرہیز کرتا ہے“۔

❑ آنکھ اور کان کا روزہ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿إِذَا صُمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعُكَ وَ بَصَرُكَ وَ شَعْرُكَ وَ جِلْدُكَ﴾[3]

”جب روزہ رکھو تو آنکھ، کان، بال اور گھال کا بھی روزہ رکھو“۔ یعنی ”گناہوں سے پرہیز کرو“۔

---

۱ - عیون الحکم والمواعظ (للیثی)، ص ۳۰۵

۲ - الغارات، ج ۲، ص ۳۴۳

۳ - من لا یحضره الفقیه، ج ۲، ص ۱۰۸

❑ اعضا وجوارح کا روزہ۔

فاطمہ زہراء علیہا السلام فرماتے ہیں :

﴿مَا يَصْنَعُ اَلصَّائِمُ بِصِيَامِهِ إِذَا لَمْ يَصُنْ لِسَانَهُ وَ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ وَ جَوَارِحَهُ﴾[1]

"جس روزے دار نے اپنی زبان، کان، آنکھ اور جوارح کی حفاظت نہ کی ہو (گناہوں سے پرہیز نہ کیا ہو) اس کے لیے روزہ رکھنے کا کیا فائدہ...؟"۔

❑ ناقص روزہ۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿لاَ صِيَامَ لِمَنْ عَصَى اَلْإِمَامَ وَ لاَ صِيَامَ لِعَبْدٍ آبِقٍ حَتَّى يَرْجِعَ وَ لاَ صِيَامَ لاِمْرَأَةٍ نَاشِزَةٍ حَتَّى تَتُوبَ وَ لاَ صِيَامَ لِوَلَدٍ عَاقٍّ حَتَّى يَبَرَّ﴾[2]

"ان لوگوں کا روزہ ناقص ہے :

- جو امام (رہبر) کی نافرمانی کرے۔
- مفرور غلام جب تک کہ، واپس نہ آجائے۔
- وہ عورت جس نے اپنے شوہر کی اطاعت نہ کی ہو، جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے۔
- وہ فرزند جو نافرمان ہو، اور جب تک کہ وہ فرمانبردار نہ بن جائے"۔ ❋❋❋

---

١ - دعائم الإسلام، ج ١، ص ٢٦٨

٢ - بحار الأنوار، ج ٩٣، ص ٢٩٥

باب الثانی

فقہ کاربردی و احکام روزہ

- اقسام روزہ
- احکام روزہ
- استفتائات (سوالات و جوابات احکام روزہ)

اقسام روزہ

قال رسول اللّٰہ ﷺ:

﴿مَنْ جاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثالِها مِنْ ذَلِكَ صِيامُ ثَلاثَةِ أَيّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ﴾[1]

جیسا کہ ہم جانتے ہیں، ماہ رمضان المبارک کے روزے ہم پر واجب ہیں اور جس کے نتیجے میں ہم ہر سال ماہ رمضان المبارک میں روزے بھی رکھتے ہیں، لیکن کیا ہم جانتے ہیں کہ صرف ماہ رمضان المبارک کے روزے ہی واجب نہیں ہیں، بلکہ اور بھی بہت سے روزے ایسے ہیں، جو واجب ہیں، اور اس کے علاوہ بہت سے روزے ایسے بھی ہیں جنہیں رکھنا حرام ہے، اور بعض روزے مکروہ بھی ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ بہت سے روزے مستحب بھی ہوتے ہیں۔ اسی حوالے سے ہم اس درس میں جانیں گے کہ کب اور کن حالات میں، کون کون سے روزے واجب، مستحب، مکروہ یا پھر حرام ہوتے ہیں۔

---

١ - بحار الأنوار، ج ٩٤، ص ١٠٣

وسائل الشيعة، ج ١٠، ص ٤٢٨

روزے کی اقسام

روزے کی چار قسمیں ہیں :

- واجب روزے۔
- حرام روزے۔
- مستحب روزے۔
- مکرہ روزے۔

واجب روزے

- ماہ رمضان المبارک کے روزے۔
- قضا روزے۔
- کفّارے کے روزے۔
- استیجاری روزے۔[1]
- ایام اعتکاف کے تیسرے دن کا روزہ۔
- حج کی قربانی کے بدلے کا روزہ۔[2]

---

۱ - استیجاری روزے وہ روزے ہیں، جو مرحوم کی نیابت میں انجام دیے جاتے ہیں۔ (پیسے یا کسی مال کی عوض پر)۔

۳ - اگر حاجی حج پر قربانی نہیں کر سکتا، تو اسے قربانی کے بدلے، تین روزے حج میں اور سات روزے حج سے واپس آنے کے بعد رکھنے ہوں گے۔

- وہ روزہ جو نذر، عہد اور قسم کی وجہ سے واجب ہو جاتا ہے۔
- والد کے قضا روزے جو بڑے بیٹے پر واجب ہوتے ہیں۔[1]

❑ حرام روزے

- عیدالفطر (۱ شوّال) کا روزہ۔
- عیدالاضحیٰ (۱۰ذی الحجہ) کا روزہ۔
- نذر معصیت کا روزہ۔[2]
- ایّام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) کے روزے، اُن لوگ کیلئے جو (منیٰ) میں ہوں۔
- سکوت کیلئے روزہ۔[3]
- وصال کے روزے۔[4]
- آخری شعبان کو، ماہ رمضان المبارک کے پہلے روزے کی نیت سے روزہ رکھنا۔

---

۱ - امام خمینی : اگر والد نے نافرمانی کی وجہ سے روزہ ترک کیا تھا، تب بھی روزہ بڑے بیٹے پر واجب ہے۔

آیت اللّٰہ خامنہ ای اور آیت اللّٰہ سیستانی : اگر والد نے نافرمانی کی وجہ سے روزہ ترک کیا تھا، تب بڑے بیٹے پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔

۲ - نذر معصیت کا روزہ یعنی ؛ روزہ، نذر کرنا کسی خاص معیّن گناہ کو انجام دینے پر۔

۳ - سکوت کیلئے روزہ یعنی ؛ روزہ، اس نیت سے رکھنا کہ جس میں کسی سے بات نہ کرنا ہو۔

۳ - وصال کے روزے یعنی ؛ دو روز لگاتار روزہ رکھنا بغیر کسی مبطلات روزہ کو انجام دیے۔ (البتہ وصال کے قصد سے ہو، نہ کہ اتفاقی)۔

- فرزند کا مستحب روزہ، جو والدین اور پدر بزرگ کی اذیت اور آزاری کا سبب بنے۔
- فرزند کا مستحب روزہ، جس سے اُس کے والدین یا پدر بزرگ نے منع کیا ہو۔[1]
- بیوی کا مستحب روزہ، جس سے اس کے شوہر نے منع کیا ہے۔[2]
- بیوی کا مستحب روزہ، جس سے شوہر کا حق ضائع ہو رہا ہو۔[3]

❑ مستحب روزے

حرام اور مکروہ روزوں کے علاوہ سال، کے تمام روزے مستحب ہیں، لیکن بعض روزوں کیلئے خاص تاکید اور سفارش کی گئی ہے، جن میں سے چند قابل ذکر ہیں :

○ ہفتوں کے مستحب روزے :

- جمعرات کا روزہ۔
- جمعہ کا روزہ۔

○ مہینوں کے مستحب روزے :

- ہر مہینے کے دس دن گزر جانے کے بعد، پہلے بدھ کا روزہ۔
- ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ویں تاریخ کا روزہ۔
- ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات کا روزہ۔

---

۱ - احتیاط واجب کی بنا پر۔

۲ - احتیاط واجب کی بنا پر۔

۳ - احتیاط واجب کی بنا پر۔

○ سال کے مستحب روزے :

- ماہ محرم کی پہلی اور تیسری تاریخ کا روزہ۔
- یوم میلاد النبی ﷺ (۱۷ ربیع الاول) کا روزہ۔
- ماہ رجب اور ماہ شعبان میں تمام ایّام کے روزے۔
- یوم بعثت رسول اللہ ﷺ (۲۷ رجب المرجب) کا روزہ۔
- یوم دحوالارض (۲۵ ذی قعدہ) کا روزہ۔
- ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ تک کے روزے۔
- یوم عرفہ کا روزہ (البتہ اس شرط کے ساتھ کہ، اس دن کی دعا سے محروم نہ رہ جائیں)۔
- یوم مباہلہ (۲۴ ذی الحجہ) کا روزہ۔

❑ مکروہ روزے

- میزبان کے بغیر اجازت کے مہمان کا مستحب روزہ۔
- میزبان کی نہی (منع کرنے) کے باوجود مہمان کا مستحب روزہ۔
- والدین کی اجازت کے بغیر، فرزند کا مستحب روزہ۔
- یوم عاشورا (۱۰ محرم) کا روزہ۔
- یوم عرفہ کا روزہ، اگر اس دن کی خاص دعا سے محرومیت کا سبب بنے۔
- لاعلمی کی بناپر روزہ رکھنا، کہ آج یوم عرفہ ہے یا عید الاضحیٰ۔

❊❊❊

٩

احکام روزہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

﴿مَن عَمِلَ عَلی غَیرِ عِلمٍ کانَ ما یُفسِدُ أکثَرَ مِمّا یُصلِحُ﴾[1]

ہر انسان کو اتنا احکام اسلامی اور دین سے آشنا ہونا چاہیے کہ وہ اپنی روزمرّہ کی زندگی بخوبی بسر کر سکے، اور اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے "جو شخص بغیر شناخت کے کوئی عمل کرتا ہے، تو وہ کام، صحیح کرنے کے بجائے، خراب زیادہ کرتا ہے"[1]۔ اسی طرح سے ہمیں روزہ رکھنے سے پہلے احکام روزہ سے آشنا ہونا ہوگا، جس کے حوالے سے ہم نے اس درس میں روزے کے چند اہم مسائل اور احکام کو ذکر کیا گیا ہے، تاکہ ہم اس سے آشنا ہوکر، اپنے روزے کو بہتر سے بہتر بنا سکیں۔

---

١ - المحاسن، ج ١، ص ١٩٨

الکافی، ج ١، ص ۴۴

بحار الأنوار، ج ٧۴، ص ١۵٠

نیّتِ روزہ

- روزہ رکھنا اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کی عبادت ہے، اور یہ عمل رب العالمین سے تعلق رکھتا ہے اور اسے تقرب اور حکم الٰہی کی اطاعت اور خالص نیت سے ہی کیا جانا چاہیے۔ بغیر کسی ریاکاری اور دکھاوے کے۔
- ہر روزے کی نیت، ہر شب کو الگ الگ کر سکتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے تمام روزوں کی نیت ہم پہلے ہی دن کر لیں۔
- روزے کی نیت کو زبان پر لانا واجب اور ضروری نہیں ہے، روزے کی نیت سے سحری کرنا اور، اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک سبھی مبطلات روزہ سے پرہیز کرنا ہی کافی ہے۔
- اگر کسی شخص کی گردن پر کوئی بھی واجب روزہ ہے، تو وہ شخص مستحب روزہ نہیں رکھ سکتا، البتہ اگر بھول کی وجہ سے روزہ رکھ لیا ہو اور ظہر سے پہلے یاد آجائے، تو اسے چاہیے کہ وہ مستحب روزے کی نیت کو واجب روزے کی نیت میں تبدیل کرے، لیکن اگر ظہر کے بعد یاد آئے تو روزہ باطل ہے۔
- جس کسی بھی شخص نے استیجاری روزے (میت کے قضا روزے) لیے ہوئے ہیں، وہ مستحب روزہ رکھ سکتا ہے۔
- واجب روزے میں روزے کی نیت بغیر کسی عذر کے اذان صبح سے تاخیر نہ کریں۔[۱] ❋

---

۱ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۵۵۴-۱۵۶۱

مبطلات روزہ

وہ کام جس کو انجام دینے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے، اور ایک روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک ان کاموں سے اپنے آپ کو بچائے اور پرہیز کرے ؛ اسے مبطلات روزہ کہتے ہیں۔

❑ اِن افعال کو انجام دینے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے :

- کھانا یا پینا۔
- غبار غلیظ کو حلق تک پہنچانا۔
- پورے سر کو پانی میں ڈوبانا۔
- جھوٹی اور غلط باتوں کو اللہ جلّ جلالہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصومین علیہم السلام سے منسوب کرنا۔
- قے کرنا (اُلٹی کرنا)۔
- استمناء۔
- اذان صبح تک جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں باقی رہنا۔
- جماع۔
- روان چیز (مایعات) سے اُمالہ کرنا۔

حالانکہ یہاں بعض مراجع کے فتاویٰ میں اختلاف ہے، اور اس کے علاوہ بعض ذکر شدہ موارد (مبطلات روزہ) میں کچھ نکات کو ذکر کرنا بھی لازم اور ضروری ہے تاکہ، بحث واضح ہو سکے، اسی لیے بعض مبطلات روزہ کو آگے مفصّل طریقے سے بیان کیا گیا ہے، مختلف مراجع کے فتاویٰ کے مطابق۔

❖ کھانا یا پینا۔

- اگر روزہ دار عمداً کوئی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا، چاہے وہ چیز کھانے میں شمار ہو یا نہ (مثلًا : مٹّی)۔[1]
- اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا یا پی لے، تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، چاہے کھانے کی مقدار زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔[2]
- اگر روزہ دار عمداً، دانت میں پھنسے ہوئے کھانے کے ذرّے کو نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔[3]
- آب دہان کو نگلنا، روزہ کو باطل نہیں کرتا، چاہے اس کی مقدار زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔[4]
- روزے کی حالت میں مسواک کر سکتے ہیں، اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا، البتہ آب دہان حلق سے نیچے نہ اتر پائے۔[5]

❖ غبار غلیظ کو حلق تک پہنچانا۔

- اگر روزہ دار غبار غلیظ کو اپنی حلق تک پہنچادے، تو اس کا روزہ باطل ہے، چاہے مادّہ غبار کھانے

---

١ - توضیح المسائل مراجع، ج ١، م ١٥٧٣

٢ - توضیح المسائل مراجع، ج ١، م ١٥٧٥

٣ - توضیح المسائل مراجع، ج ١، م ١٥٧٧

۴ - توضیح المسائل مراجع، ج ١، م ١٥٧٩

۵ - استفتائات امام خمینی ، ج ١، ص ٣٠٧، س ١١

کی چیزوں میں سے ہو (مثلًا: آٹا) یا پھر کھانے کی چیزوں میں سے نہ ہو (مثلًا : مٹّی) اور چاہے اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔[1]

- صرف اِن حالات میں روزہ باطل نہیں ہوگا :

  - ✓ غبار، غلیظ نہ ہو۔[2]
  - ✓ غبار حلق تک نہ پہنچا ہو۔
  - ✓ غبار بغیر اختیار کے حلق تک پہنچ گیا ہو، جس کو باہر نکالنا ممکن نہ ہو۔
  - ✓ اگر بھول جائیں کی روزے سے ہیں۔
  - ✓ شک ہو کہ حلق میں گیا غبار، غلیظ تھا یا نہیں۔[3]

❖ پورے سر کو پانی میں ڈوبانا۔

- اگر روزہ دار عمداً اپنا پورا سر پانی میں ڈوبا دیتا ہے، تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔[4]

---

۱ - آیت اللّٰہ خامنہ ای : احتیاط واجب کی بنا پر روزہ باطل ہے (راهنمای فتاوا، ص ۹۱، م ۱۲۰)۔

آیت اللّٰہ سیستانی : احتیاط واجب کی بنا پر روزہ باطل ہے (توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۶۰۳)۔

۲ - آیت اللّٰہ سیستانی : غبار غیر غلیظ روزہ کو باطل نہیں کرتا، البتہ احتیاط واجب کی بنا پر غبار غلیظ روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

۳ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۶۰۳-۱۶۰۷

تحریر الوسیلة، ج ۱، ص ۲۸۵-۲۸۶

۴ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۶۰۶و۱۶۱۲

آیت اللّٰہ سیستانی : روزے کی حالت میں پورے سر کا پانی میں ڈوبنا، روزے کو باطل نہیں کرتا ہے، البتہ کراہت شدید ہے۔

- اگر روزہ دار غلطی سے پانی میں گر جاتا ہے اور اس کا پورا سر پانی میں ڈوب گیا، تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔[1]
- اگر کوئی شخص زبردستی روزہ دار کے پورے سر کو پانی میں ڈوبا دے، تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔[2]
- اگر روزہ دار بھول جائے کہ وہ روزے سے ہے اور پورے سر کو پانی میں ڈوبا دے، تو اس حالت میں اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔
- روزے کی حالت میں پانی پر تیرنا، روزہ کو باطل نہیں کرتا، البتہ اس شرط کے ساتھ کہ پانی حلق سے نیچے نہ اتر پائے اور پورا سر پانی میں نہ ڈوبے۔[3]
- روزہ پورے سر کو پانی میں ڈوبانے سے باطل ہوتا ہے، نہ کہ سر کے کچھ حصے کو ڈوبانے سے، یعنی اگر روزہ دار، سر کے صرف کچھ حصے کو پانی میں ڈوبائے، تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔[4]

❖ جھوٹی اور غلط باتوں کو اللہ جَلَّ جَلَالُہُ، رسول اللہ ﷺ اور **معصومین** علیہم السلام سے **منسوب** کرنا۔

- اگر روزہ دار عمداً جھوٹی اور غلط نسبت اللہ جَلَّ جَلَالُہُ اور رسول اللہ ﷺ یا پھر ائمہ

---

۱ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۰۶، م ۱۶۱۳-۱۶۱۵

۲ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۰۶، م ۱۶۱۳-۱۶۱۵

۳ - آیت اللّٰہ سیستانی : روزے کی حالت میں پورے سر کا پانی میں ڈوبنا، روزے کو باطل نہیں کرتا ہے، البتہ کراہت شدید ہے۔

۴ - آیت اللّٰہ سیستانی : روزے کی حالت میں پورے سر کا پانی میں ڈوبنا، روزے کو باطل نہیں کرتا ہے، البتہ کراہت شدید ہے۔

معصومین علیہم السلام کی جانب دیتا ہے، تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔[1]

- اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ معصومین علیہم السلام یا پھر احتیاط مستحب کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف جھوٹی یا غلط نسبت دینا روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔ چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو، مثلاً :
  - لکھ کر، بول کر یا پھر اشارے کے ذریعے ہو۔
  - ظاہر اور صریح انداز میں ہو یا پھر کنایہ کے ذریعے ہو۔
  - وہ جھوٹی نسبت چاہے اس نے بنائی ہو یا پھر کسی اور کی بنائی ہوئی ہو۔
  - جھوٹی نسبت، امور دنیوی میں سے ہو یا پھر امور اُخروی میں سے ہو۔
  - جھوٹی نسبت حضرت کی گفتار میں سے ہو یا پھر اعمال میں سے۔

❖ قے کرنا (اُلٹی کرنا)۔

- اگر روزہ دار عمداً الٹی کر دے، چاہے بیماری کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو، روزہ باطل ہو جائے گا۔[2]

---

۱ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۰۰، م ۱۵۹۶

آیت اللہ خامنہ ای : احتیاط واجب کی بنا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا، چاہے وہ بعد میں توبہ کرلے یا پھر قبول کرلے کہ اس نے جھوٹی نسبت دیا تھا۔

آیت اللہ سیستانی : احتیاط واجب کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جائے گا، اور اسی طرح سے احتیاط مستحب کی بنا پر جھوٹی نسبت حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام اور جانشین کی طرف دینا بھی روزہ کو باطل کرتا ہے۔

۲ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۶۴۶

- اگر روزہ دار بھول کر یا پھر بے اختیار الٹی کر دے، تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔[1]

❖ استمناء۔

- اگر روزہ دار (استمناء) یعنی ایسا کام کرے جس سے منی اس کے بدن سے خارج ہوجائے تو، اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔[2]
- اگر روزہ دار عمداً استمناء کے ذریعے اپنے روزے کو باطل کرتا ہے تو اُسے روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ، احتیاط واجب کی بنا پر کفارہ جمع بھی دینا ہوگا۔[3]
- اگر بغیر اختیار، منی بدن سے خارج ہو جائے (مثلاً: سوتے وقت انسان محتلم ہو جائے)، تو اس حالت میں روزہ باطل نہیں ہوگا۔[4]

❖ اذان صبح تک جنابت کی حالت میں باقی رہنا۔

- اگر شخصِ جُنُب اذان صبح تک غسل نہ کرے، یا پھر اگر اُس کا وظیفہ تیمّم تھا، جسے انجام نہ دے، تو بعض مورد میں اس کا روزہ باطل ہے، جس کے کچھ مسائل قابل ذکر ہیں:

---

۱ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۶۴۶

۲ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۸۹۷، م ۱۵۸۸

۳ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۶۶۵

آیت اللّٰہ خامنہ ای: احتیاط مستحب کی بنا پر اسے کفارہ جمع دینا ہوگا۔

آیت اللّٰہ سیستانی: احتیاط مستحب کی بنا پر اسے کفارہ جمع دینا ہوگا۔

(اس نکتہ کو «کفارہ جمع» کی بحث میں مفصّل طریقہ سے بیان کیا گیا ہے)۔

۴ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۵۹۰

○ اگر شخص عمداً اذان صبح تک غسل نہ کرے یا پھر اگر اس کا وظیفہ تیمّم تھا، جسے انجام نہ دے، اس کا حکم یہ ہوگا :

- ماہ رمضان المبارک کے روزے اور اس کی قضا کے روزوں میں اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔[1]
- بقیہ روزوں میں اس کا روزہ صحیح ہے۔[2]

○ لیکن اگر بھولنے کی وجہ سے غسل یا تیمّم نہ کرے، اور پھر چند دنوں کے بعد یاد آئے، تو اس کا حکم یہ ہوگا :

- ماہ رمضان المبارک کے روزے اور اس کی قضا کے روزے کی حالت میں روزے کی قضا کرنی ہوگی۔ لیکن بقیہ روزوں میں روزہ صحیح ہوگا۔[3]

• اگر روزہ دار محتلِم ہو جائے یعنی سونے کی حالت میں منی، بدن سے خارج ہو جائے تو، اُس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔[4] ❋

---

۱ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۰۸، م ۱۶۱۹

آیت اللّٰہ سیستانی : اگر شخص جنب اذان صبح تک غسل نہ کرے، یا پھر اگر اُس کا وظیفہ تیمّم تھا، جسے انجام نہ دے، تو اسے چاہیے کہ وہ اس دن کے روزے کو مکمل بھی کرے اور بعد میں (قصد ما فی الذمّہ) کی نیت سے ایک روزہ بھی رکھے۔

۲ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۱۵و۹۱۶، م ۱۶۳۴و۱۶۳۶

۳ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۱۰، م ۱۶۲۲و۱۶۳۴

۴ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۵۹۰

قضا اور کفارہ

- قضا : اگر انسان اپنے وقت پر روزہ نہیں رکھتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اُن روزوں کے بدلے روزے رکھے، جسے "قضا روزے" کہتے ہیں۔
- کفارہ : کفارہ وہی جرمانہ ہے، جو روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے، یا پھر روزہ کو باطل کرنے سے، ہم پر واجب ہو جاتا ہے۔

❑ روزے کا کفارہ۔

- ایک غلام کو آزاد کرنا ہوگا۔[1]
- دو مہینہ روزہ رکھنا ہوگا ؛ جس میں (۳۱) دن، روزہ لگاتار رکھنا ہوگا۔
- (۶۰) فقیروں کو، ایک (وقت) کا کھانا کھلانا ہوگا، جس سے سبھی فقیروں کا پیٹ بھر سکے، یا پھر ہر ایک فقیر کو ایک مدّ (۷۵۰ گرام) طعام دینا ہوگا۔[2]

❑ کفارہ جمع۔

- اگر کوئی شخص، حرام فعل کے ذریعے اپنا روزہ باطل کرتا ہے، تو اُسے کفارے کے ہر تین مورد پر عمل کرنا ہوگا، جسے "کفارہ جمع" بھی کہتے ہیں۔

---

۱ - اس دور میں غلام (بردہ) اُس معنی فقهی میں موجود نہیں ہے، تو جس بھی شخص پر کفارہ واجب ہو، اُسے دوسرا یا تیسرا راستہ ہی اختیار کرنا ہوگا۔

۲ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۵۸، م ۱۶۶۰

- مثال کے طور پر اگر کوئی شخص استمناء کے ذریعے اپنا روزہ باطل کرتا ہے، جو کہ ایک حرام فعل ہے، تو اُسے کفارہ جمع دینا ہوگا یعنی کفارے کے ہر مورد پر عمل کرنا ہوگا جیسے :

  - ایک غلام کو آزاد کرنا ہوگا۔[1]
  - دو مہینہ روزہ بھی رکھنا ہوگا ؛ جس میں (۳۱) دن، روزہ لگاتار رکھنا ہوگا۔
  - (۶۰) فقیروں کو، ایک (وقت) کا کھانا بھی کھلانا ہوگا، جس سے سبھی فقیروں کا پیٹ بھر سکے، یا پھر ہر ایک فقیر کو ایک مدّ (۷۵۰ گرام) طعام دینا ہوگا۔[2]

✓ اگر کسی شخص کیلئے کفارہ جمع دینا بالکل ممکن نہ ہو، تو وہ کفارے کے تین مورد میں سے جو بھی اس کیلئے ممکن ہو اُسے انجام دے۔[3]

❋

---

۱ - اس دور میں غلام (بردہ) اُس معنی فقھی میں موجود نہیں ہے، تو جس بھی شخص پر کفارہ جمع واجب ہو اُسے دوسرا اور تیسرا راستہ ہی اختیار کرنا ہوگا۔

۲ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۵۸، م ۱۶۶۰

۳ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، ص ۹۳۰ ، م ۱۶۶۵
آیت اللّٰہ خامنہ ای : احتیاط مستحب ہے کہ، کفارہ جمع دے۔
آیت اللّٰہ سیستانی : احتیاط مستحب ہے کہ، کفارہ جمع دے۔

مسافر کا روزہ

- جس مسافر کی نماز قصر ہو، تو وہ اس سفر میں روزہ نہیں رکھ سکتا، اور بعد میں اسے اس روزے کی قضا کرنی ہو گی، البتہ جو مسافر سفر میں پوری نماز پڑھتا ہو جیسے، جس شخص کا کام ہی سفر ہو، تو اُسے سفر میں بھی روزہ رکھنا ہو گا۔[۱]

روزے کی حالت میں سفر پر جانے کا حکم۔

- اگر ظہر سے پہلے مسافرت شروع کریں، تو حدترخص تک پہنچتے ہی روزہ باطل ہو جائے گا۔
- اگر ظہر کے بعد مسافرت شروع کریں، تو روزہ صحیح ہے، اور روزے باطل کرنا جائز نہیں ہے۔

روزے کی حالت میں سفر سے واپس آنے کا حکم۔

- اگر مسافر ظہر سے پہلے اپنے وطن یا پھر وہاں پہونچ جائے جہاں اُسے دس دن سے زیادہ قیام کرنا ہو، تو اس کا روزہ صحیح ہے اس شرط کے ساتھ کی، کوئی بھی ایسا کام انجام نہ دیا ہو جس سے روزہ باطل ہو جائے۔ اور اگر کوئی بھی ایسا کام انجام دیا ہو جس سے روزہ باطل ہو چکا ہو، تو اسے صرف اس روزے کی قضا ہی کرنی ہو گی۔
- اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن یا پھر وہاں پہونچ جائے جہاں اُسے دس دن سے زیادہ قیام کرنا ہو، تو اس کا روزہ باطل ہے، اور صرف اس روزے کی قضا کرنی ہو گی۔ ❋❋❋

---

۱ - توضیح المسائل مراجع، ج ۱، م ۱۷۱۴

۱۰

استفتائات

سوالات و جواباتِ احکام روزہ

قال اللّٰہ سبحانه و تبارك و تعالی :

﴿ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ ﴾[1]

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے "اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو"۔ قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ، اگر ہمیں کسی چیز کے حوالے سے علم نہ ہو، تو ہمیں چاہیے کہ ہم اہل علم سے سوال کر کے، مسئلے کو حل کریں۔ اسی طرح سے روزے کے احکام بھی ہیں، اگر ہمیں روزے کے کسی مسئلے میں شک یا پھر سوال ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اہل علم سے سوال کر کے مسئلے کو حل کریں، اسی حوالے سے ہم نے، آسان زبان میں، عام طور پہ پوچھے جانے والے کچھ سوالات کے جوابات کو دینے کی کوشش کیا ہے، تاکہ ہم روزے کے مسائل سے اچھی طرح آشنا ہو سکیں اور اپنے روزے کو بہتر سے بہتر بنا سکیں۔

---

۱ - سورة النحل، آية ۴۳

سوال ۱

اگر کوئی شخص بھول کر کوئی ایسا کام انجام دیدے، جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے، تو کیااس کا روزہ باطل ہو جائے گا...؟

جواب

نہیں، روزہ باطل نہیں ہو گا۔

سوال ۲

اگر نوکری کی نوعیت ایسی ہو کہ روزہ رکھنا دشوار ہو، تو کیا روزہ چھوڑ سکتے ہیں...؟

جواب

ایسے شخص کو ہر وہ طریقہ اختیار کرنا ہو گا جس سے روزہ بچ جائے، جیسے اگر وہ چھٹّی لے سکتا ہے تو چھٹّی لے، یا تنخواہ کے بغیر اُس کا گزارا ہو سکتا ہے اور کسی پریشانی کا شکار نہیں ہو گا، تو کام نہ کرے اور روزہ رکھے، یا اتنا مال موجود ہو کہ جس سے اُس کا گزارا ہو جائے، یا اگر قرضہ لے کر گزارا کر سکتا ہو تو قرضہ لے اور روزہ رکھ کر گھر بیٹھے۔

اگر یہ سب ممکن نہ ہو تو روزے کی حالت میں، جب صورت حال ناقابل برداشت ہو تو فقط اتنا کھانا یا پانی پی سکتا ہے، کہ وہ ناقابل برداشت کیفیت ختم ہو جائے اور پھر پورے دن مبطلات روزہ سے پرہیز بھی کرے اور ماہ رمضان کے بعد اُس روزہ کی قضا بھی کرے۔

سوال ۳

اُس شخص کے روزے کا کیا حکم ہو گا جو ایسے شہر میں کام کرتا ہو، جو اس کے یہاں سے ۳۰ کیلو میٹر دور ہو اور وہ روزانہ آمد و رفت کرتا ہو...؟

جواب

ایسا شخص کثیر السّفر ہے اور تمام سفر میں اس کا روزہ صحیح ہے۔

سوال ۴ روزہ دار کے لیے عطر اور پرفیوم کا استعمال کرنا کیسا ہے...؟

جواب کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال ۵ روزے کی حالت میں مسواک یا پیسٹ سے برش کرنا کیسا ہے...؟

جواب اگر حلق تک نہ پہونچے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال ٦ ماہ رمضان میں اگر کوئی شخص اذان صبح کے بعد اٹھے اور اُس پر غسل واجب ہو تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا...؟

جواب نہیں، اُس کا روزہ صحیح ہے لیکن نماز کے لیے غسل کرنا پڑے گا۔

سوال ۷ کیا سحری کھانے یا نہ کھانے سے روزہ پر کوئی اثر پڑتا ہے...؟

جواب نہیں۔

سوال ۸ کیا سگریٹ پینے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے...؟

جواب ہاں، احتیاط واجب کی بنا پر روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

سوال ۹ روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر تھوک نگلنے کا کیا حکم ہے...؟

جواب اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

سوال ۱۰

اگر سحری کھانے کے بعد کھانے کا ذرّہ دانت میں پھنسا رہ جائے تو کیا خلال کرنا لازم ہے...؟

جواب

سحری کھانے کے بعد خلال کرنا لازم نہیں ہے اگرچہ شخص خود احتمال دے رہا ہو کہ خلال نہ کرنے سے جو دانت میں کھانے کا ذرہ رہ گیا ہے اس کے حلق میں چلا جائے گا، اور سہواً چلا بھی جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا، ہاں اگر یقین ہو کہ خلال نہ کرے تو حلق میں چلا جائے گا تو خلال کرنا ضروری ہے۔

سوال ۱۱

روزے دار کے لیے آنکھ، کان یا ناک میں دوا ڈالنے کا کیا حکم ہے...؟

جواب

روزے دار کے لیے آنکھ، کان، ناک میں دوا کے قطروں کا ڈالنا روزے کو باطل نہیں کرتا، اگرچہ اس کی بو یا ذایقہ حلق میں احساس ہو۔ البتہ ناک کا قطرہ اس وقت ڈالنا جائز ہے، جب اطمینان ہو کہ حلق تک نہیں پہونچے گا۔

سوال ۱۲

کیا روزے کی حالت میں قے (اُلٹی) کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے...؟

جواب

- جان بوجھ کر اُلٹی کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے، چاہے شخص بیماری کی وجہ سے اُلٹی کرنے پر مجبور ہو۔
- بے اختیار خود سے اُلٹی ہو جائے تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔
- اگر بھول جائیں کہ روزے سے ہیں اور اُلٹی کر دیں تو روزہ باطل نہیں ہو گا۔

سوال ۱۳

کیا روزہ کی حالت میں مسوڑھے سے نکلا ہوا خون نگل سکتے ہیں...؟

جواب

اگر توجّہ نہیں تھی، بے اختیار نگل جائیں تو روزہ صحیح ہے اور اگر مسوڑھے سے نکلنے والا خون تھوک میں ملکر ختم ہو جائے تو اُس کا نگلنا روزے کو باطل نہیں کرتا ہے۔

سوال ۱۴

اگر کوئی شخص اذان فجر کے دوران بھی کھاتا پیتا رہے تو اُس کا کیا حکم ہے...؟

جواب

اگر کوئی شخص لاعلمی کی بنا پر، یہ سمجھتا رہا ہو کہ اذان فجر کے دوران کھا پی سکتے ہیں، لیکن اذان کے بعد نہیں، اور وہ اذان کے دوران کھاتا پیتا رہا ہو، تو اسے اُن روزہ کی قضا کرنی ہو گی۔

سوال ۱۵

اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں بھول کر کچھ کھا یا پی لے تو کیا اُس کا روزہ باطل ہو جائے گا...؟

جواب

نہیں۔

سوال ۱۶

اگر روزے کی حالت میں، غسل کے دوران بے اختیار پانی حلق سے نیچے اُتر جائے، تو کیا روزہ باطل ہو جائے گا...؟

جواب

اگر روزہ کی حالت میں، غسل کے درمیان کچھ پانی بے اختیار اور بغیر ارادہ کے حلق سے نیچے اُتر جائے تو آیت اللہ سیستانی کے فتویٰ میں اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

سوال ۱۷	کس صورت میں روزہ توڑنا مستحب ہے...؟
جواب	مستحب روزہ رکھنے والے کے لیے کسی مؤمن شخص کی دعوت پر روزہ کھولنا مستحب ہے۔
سوال ۱۸	کیا روزے کی نیّت کا زبان پر لانا ضروری ہے...؟
جواب	نہیں، فقط دل میں موجود ارادہ ہی کافی ہے۔
سوال ۱۹	کیا روزے کی حالت میں خوشبودار پھول کو سونگھنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے...؟
جواب	نہیں۔
سوال ۲۰	اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں نمازیں قضا کرے تو کیا اُس کا روزہ صحیح ہے...؟
جواب	ایسا شخص گناہ گار ہوگا، لیکن روزہ صحیح رہے گا۔
سوال ۲۱	اگر اذان فجر سے پہلے غسل جنابت کرنا بھول جائیں تو کیا روزہ صحیح ہوگا...؟
جواب	اگر کوئی شخص رمضان کی رات میں جُنُب ہو جائے لیکن فجر سے پہلے غسل کرنا بھول جائے اور دن میں کسی وقت متوجّہ ہو، تو اُس کا وہ روزہ باطل ہے۔ • اُس کے لیے ضروری ہے کہ افطار کے وقت تک تمام مبطلات روزہ سے بچے اور بعد میں اُس روزے کی قضا کرے، البتہ کوئی کفارہ اُس پر واجب نہیں ہوگا۔

سوال ۲۲	کیا روزہ کی حالت میں بلغم نگل سکتے ہیں...؟
جواب	آیت اللہ سیستانی کے فتوے کے مطابق بلغم نگلنے سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن افضل اور احتیاط یہ ہے کہ اسے نہ نگلا جائے۔
سوال ۲۳	کیا ضعیف روایات کو روزہ کی حالت میں بیان کیا جاسکتا ہے...؟
جواب	کسی واسطے اور حوالے کے ساتھ ضعیف روایات کو حالتِ روزہ میں نقل کیا جاسکتا ہے۔
سوال ۲۴	اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں، پیاس کی وجہ سے پانی منہ میں لے، اور پانی بے اختیار حلق سے نیچے اُتر جائے تو کیا اس کا روزہ صحیح ہوگا...؟
جواب	اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اس روزے کو بھی مکمل کرنا ہوگا اور، بعد میں اس روزہ کی قضا بھی کرنی ہوگی۔
سوال ۲۵	اگر کوئی شخص ماہ مبارک رمضان کی شب میں، محتلم ہونے کے بعد جاگے اور پھر دوبارہ سو جائے، بغیر یہ جانے کہ صبح ہو گئی ہے یا نہیں تو کیا اس کا روزہ باطل ہے...؟
جواب	اگر یہ یقین تھا کہ اگر دوبارہ سوئے گا تو صبح کی نماز سے پہلے اٹھ جائے گا اور یہ بھی قصد تھا کہ اٹھنے کے بعد غسل کرے گا تو اگر سونے کے بعد بیدار نہ ہو سکے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر اطمینان نہیں تھا کہ اٹھ سکے گا یا نہیں تو وہ اس دن امساک کرے گا اور بعد میں اس پر ایک دن کی قضاء واجب ہے۔

سوال ۲۶	کیا روزہ کی حالت میں پھول کی خوشبو یا عطر اور پرفیوم کی خوشبو سونگھنا جائز ہے...؟
جواب	روزہ کی حالت میں پھول سونگھنا یا عطر اور پرفیوم کی خوشبو سونگھنا جائز ہے البتہ خوشبودار گھاس (اور خوشبودار جڑی بوٹیاں) سونگھنا مکروہ ہے۔
سوال ۲۷	روزہ کی حالت میں غرارے کرنا کیسا ہے...؟
جواب	جائز ہے، لیکن اگر پانی حلق میں چلا گیا تو روزہ باطل ہو جائے گا۔
سوال ۲۸	اگر کوئی شخص طلوع فجر کے موقع پر روزہ رکھ چکا ہو اور پھر سفر کر کے کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں ابھی طلوع فجر نہ ہوئی ہو تو کیا اس کیلئے کھانا پینا جائز ہے...؟
جواب	جائز ہے۔
سوال ۲۹	کیا روزے کی حالت میں شوگر کے مریض، انسولین انجکشن لگا سکتے ہیں...؟
جواب	ہاں، شوگر کے مریضوں کیلئے انسولین انجکشن لگانا جائز ہے۔
سوال ۳۰	کیا روزہ دار، اپنے پہنے ہوئے لباس کو گرمی کی شدّت کو کم کرنے کیلئے پانی سے تر کر سکتا ہے...؟
جواب	اگر روزہ دار گرمی وغیرہ کو کم کرنے کیلئے اپنے پہنے ہوئے لباس کو پانی سے تر کرے تو اس کا یہ عمل روزہ کو باطل نہیں کرتا البتہ روزے کے ثواب کو کم کر دیتا ہے۔

باب الثالث

آداب و فوائد روزہ

- آثار و فوائد روزہ
- سحر
- افطار

(۱۱)

آثار و فوائد روزہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

﴿صُومُوا تَصِحُّوا﴾[1]

خداوند متعال نے ہم پر روزے واجب کیے اور پھر روزے کے احکام بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے میں خود تمہاری بہتری ہے اور اس بہتری کو انسان کی معلومات کے ساتھ مربوط فرمایا اور ارشاد ہوا ﴿وَ اَن تَصُومُوا خَیرٌ لَّکُم اِن کُنتُم تَعلَمُونَ﴾[2] "اگر تم علم رکھتے تو روزہ رکھنے میں خود تمہاری بہتری ہے"۔ یعنی اللہ جل جلالہ نے اس آیت کے ذریعے ظاہر کر دیا کہ یہ روزے ہم انسانوں کی بہتری کیلئے ہی ہیں،

---

۱ - دعائم الإسلام، ج ۱، ص ۳۴۲
بحار الأنوار، ج ۵۹، ص ۲۶۷
نهج الفصاحة، ص ۵۴۷

۲ - سورة البقرة، آية ۱۸۴

اور روزے رکھنے سے ہمارا ہی فائدہ ہے، جس کو ہم ظاہری طور پر درک نہیں کر پاتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ خداوند متعال اپنے بندوں کو مشکلوں میں ڈالنا نہیں چاہتا ہے، بلکہ خداوند عالم چاہتا ہے کہ، ہم روزے رکھ کر اپنی روح کو گناہوں کی الودگیوں سے پاک کریں، اور تقویٰ الٰہی اختیار کر کے حد کمال تک پہنچ سکیں۔ روزے رکھنے کے بیشمار اثرات اور فوائد ہیں جن میں سے کچھ فوائد قابل ذکر ہیں :

قرآن میں روزے کا اثر

روزے کا ہماری زندگی میں سب سے بڑا اثر یہ ہے، کہ ہم روزوں کی مدد سے تقویٰ اختیار کر سکتے ہیں، جس طرح پروردگار عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے :

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾[۱]

یعنی "اے ایمان والو! تم پر روزے کا حکم لکھ دیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر لکھ دیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"۔

جس طرح ہم اپنے جسم کو ہر اُن چیزوں سے بچاتے ہیں جس سے ہمارے جسم کو خطرہ ہوتا ہے، کہ کہیں ہمارے جسم پر کوئی چوٹ یا داغ نہ لگ جائے، تو اسی طرح سے ہمیں اپنی روح کا بھی خیال رکھنا ہوگا، کہ کوئی چیز ہماری روح کو نقصان نہ پہنچا سکے، اور تقویٰ بھی یہی ہے، کہ ہم اپنے جسم اور روح کو ہر اُن چیزوں سے بچائیں جس سے ہمارے جسم اور روح کو نقصان پہنچتا ہو۔ تو روزے رکھنے کے آثار میں سے ایک اثر یہی ہے کہ ہم اس کے ذریعے خداترس بن سکتے ہیں، اور تقویٰ اختیار کر سکتے ہیں۔

---

۱ - سورة البقرة، آية ۱۸۳

روزے کے جسمانی فوائد

روس کے سائنسداں «الکسی سوفورین»، روزہ کے کچھ جسمانی فوائد کو بیان کرتے ہیں، جن میں سے کچھ خاص فوائد قابل ذکر ہیں :

- روزہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہے، (وہ بیماریاں جس کے بارے میں ہمیں علم بھی نہیں ہوتا)۔
- روزہ خون کو خالص کرتا ہے۔
- روزہ کم خونی کو دور کرتا ہے۔[۱]
- روزہ سے انسان کے جسم کا، ہر اعضاء معتدل ہو جاتا ہے۔
- روزہ آنتوں کو مضبوط کرتا ہے۔
- روزہ آنکھ کی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے۔
- روزہ شوگر کو کنڑول کرتا ہے۔
- روزہ معدے کی بہت سی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔
- روزہ کڈنی اور لیور کی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔
- روزہ رکھنے سے دل اور دماغ کو سکون ملتا ہے۔
- روزہ رکھنے سے دماغ بہتر طریقے سے عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔
- روزہ بلڈ پریشر کو کنڑول کرتا ہے۔

۱- کم خونی کو "انیمیه یا فقر الدّم" بھی کہتے ہیں۔

- روزہ بدن کے مدافعتی نظام کو تقویت بخشتا ہے۔
- روزہ «کولیسٹرول» کی سطح کو کم کرتا ہے۔[1]
- روزہ بھوک پر قابو پانا سکھاتا ہے۔
- روزہ کھال کی بہت سی ایلرجیوں کو دور کرتا ہے۔

اور بھی اس کے علاوہ روزے رکھنے کے بہت سے فوائد ہیں، جنہیں انسان اب تک مکمل طریقہ سے درک نہیں کر پایا ہے، یعنی جب بھی انسان کا اپنے اور کائنات کے بارے میں معلومات کا دائرہ وسیع تر ہوتا جائے گا، روزے کے فوائد ہم پر زیادہ سے زیادہ عیاں ہوتے جائیں گے۔ جیسا کہ پہلے کی نسبت آج کا انسان روزے کے طبّی، نفسیاتی اور دیگر فوائد کو بہتر سمجھ سکتا ہے کہ روزے میں قوت ارادی کی تربیت، صبر و تحمل کی مشق، ایثار و قربانی کا درس ہے اور روزہ خلوص و محبت کا نمونہ ہے۔

***

۱۔ روزہ، وزن میں کمی پر قابو پانے کے لئے، جسم کی قابلیت (کولیسٹرول) کی سطح کو کم کر دیتا ہے۔کولیسٹرول کی دو اقسام ہیں : غیر مفید کولیسٹرول (LDL) اور مفید کولیسٹرول (HDL)، کچھ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ روزے کے دوران غیر مفید کولیسٹرول کی سطح کم ہوتی ہے، جوکی اچھی بات ہے، جبکہ روزے کے دوران مفید کولیسٹرول کی سطحوں پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے۔

(۱۲)

سحر

قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

﴿تَسَحَّرُوا وَ لَوْ بِجُرْعَةٍ مِنْ مَاءٍ أَلَا صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الْمُتَسَحِّرِين﴾[۱]

ماہ رمضان المبارک کے ایام اور لیالی میں مختلف عبادات اور اعمال ہیں اور اس مہینے میں جن عبادات کا ذکر ہے، ان ہی میں سے ایک اس عظیم مہینے کی سحر کے لیے خصوصی عبادات اور اعمال ہیں۔ اور اس کے علاوہ رمضان المبارک کے سحر کے وقت کی اہمیت صرف شب بیداری اور عبادت میں ہی نہیں ہے، بلکہ سحری کھانے میں بھی ہے، جس کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے : ﴿تَسَحَّرُوا وَ لَوْ بِجُرْعَةٍ مِنْ مَاءٍ أَلَا صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الْمُتَسَحِّرِين﴾[۱] یعنی "سحری کرو، خواہ وہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو، بے شک سحری کھانے والوں پر اللہ جل جلالہ کا فضل ہے"۔

---

۱ - المقنعة، ص ۳۱٦

حدیث میں سحری کا ذکر

- امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : ﴿أَفْضَلُ سَحُورِكُمُ السَّوِيقُ وَ التَّمْرِ﴾[1] یعنی "بہترین سحری سویق (ستّو) اور کھجور ہیں"۔

آداب واعمال سحر

- سحری کرنا ترک نہ کریں۔ اگرچہ سحری میں ایک کھجور اور ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو اور سحری کے وقت بہترین خوارک ستّو ہے، جس میں کھجور کا سفوف ملا ہو اور روایات میں ہے کہ خداوند عالم اور ملائکہ ان پر درود بھیجتے ہیں جو سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں اور سحری کرتے ہیں۔
- سحری کے وقت سورہ "قدر" کا پڑھنا : روایات میں آیا ہے کہ جو شخص سحری اور افطاری اور ان وقتوں کے درمیان اس سورے کی تلاوت کرے، تو اس کے لئے اُس شخص جتنا ثواب ہے جو راہ خدا میں زخم کھائے اور جان قربان کر دے۔
- سحری کرتے وقت دعائے سحر کا پڑھنا : جس کے حوالے سے امام رضا علیہ السلام فرماتے ہے کہ "یہ دعا وہی دعا ہے جس کو امام محمد باقر علیہ السلام ماہ رمضان میں سحر کے وقت پڑھا کرتے تھے۔[2]
- سحر کے وقت دعائے ابو حمزہ ثمالی کا پڑھنا : جس کو امام زین العابدین علیہ السلام ماہ رمضان میں سحر کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ ❋❋❋

---

۱ - تهذيب الأحكام، ج ۴، ص ۱۹۸، ح ۵۶۷

۲ - بحار الأنوار، ج ۹۵، ص ۹۴

(۱۳)

افطار

قال الإمام موسی کاظم علیہ السلام :

﴿ دَعْوَةُ الصّائِمِ تُسْتَجابُ عِنْدَ اِفْطارِهِ ﴾[۱]

اسلام، دین جامع ہے، یعنی اسلام میں ہر چیز کے حوالے سے احکام اور آداب موجود ہیں، اسی طرح روزے رکھنے کے بعد ہم افطار کب اور کن چیزوں سے کریں، یہ سب معصومین علیہم السلام کی روایات میں موجود ہے۔ اس درس میں ہم جانیں گے کہ معصومین علیہم السلام کی نگاہ میں افطار کب اور کن چیزوں سے کرنا چاہیے۔ حالانکہ اس کہ حوالے سے معصومین علیہم السلام کی بہت سی احادیث موجود ہیں، جس سے ہمیں افطار کے حوالے سے کافی دقیق معلومات حاصل ہوتی ہے، جن میں سے کچھ معروف احادیث کو ذکر کیا گیا ہے۔

---

۱ - بحار الانوار ، ج ۹۳، ص ۲۵۵

وسائل الشیعة، ج ۱۰، ص ۱۴۸

مکارم الأخلاق، ص ۲۸

کن چیزوں سے افطار کرنا چاہیے؟

❑ کھجور سے افطار کرنے کا ثواب۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

﴿مَنْ أَفْطَرَ عَلَى تَمْرٍ حَلَالٍ زِيدَ فِي صَلَاتِهِ أَرْبَعُ مِائَةِ صَلَاة﴾[1]

"جو شخص حلال خرما (کھجور) سے افطار کرے، اُس کی نماز کے ثواب میں ۴۰۰ نمازوں کے ثواب کا اضافہ کر دیا جاتا ہے"۔

❑ گرم پانی سے افطار۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذَا صَامَ، فَلَمْ يَجِدِ الْحَلْوَاءَ، أَفْطَرَ عَلَى الْمَاء﴾[2]

"رسول اللہ ﷺ جب روزے سے ہوتے (اور) کوئی شیرینی دستیاب نہ ہوتی، تو ہلکے گرم پانی سے افطار کرتے تھے"۔

---

۱ - إقبال الأعمال، ج ۱، ص ۱۱۴

وسائل الشيعة، ج ۱۰، ص ۱۶۱

بحار الأنوار، ج ۹۵، ص ۱۲

۲ - الكافى، ج ۴، ص ۱۵۲

روضة المتقين في شرح من لا يحضره الفقيه، ج ۳، ص ۲۹۰

❑ دودھ سے افطار۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿أنَّ عَلِيّا عَليهِ السَّلام، كانَ يَستَحِبُّ أن يُفطِرَ عَلَى اللَّبَنِ﴾[1]

"حضرت علی علیہ السلام مستحب سمجھتے تھے کہ روزہ کو دودھ کے ساتھ افطار کریں"۔

❑ پانی سے افطار۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿ الْإِفْطَارُ عَلَى الْمَاءِ يَغْسِلُ الذُّنُوبَ مِنَ الْقَلْب﴾[2]

"پانی سے افطار دل کی آلودگیوں کو دھو دیتا ہے"۔

❑ پسندیدہ چیز سے افطار کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

﴿مَنْ مَنَعَهُ اَلصَّوْمُ مِنْ طَعَامٍ يَشْتَهِيهِ كَانَ حَقّاً عَلَى اَللَّهِ أَنْ يُطْعِمَهُ مِنْ طَعَامِ اَلْجَنَّةِ وَ يَسْقِيَهُ مِنْ شَرَابِهَا﴾[3]

"جو شخص اپنے پسندیدہ کھانوں سے افطار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنّتی کھانا اور پینا عطا فرمائے گا"۔

---

١ - الإقبال الأعمال الحسنة، ج ١، ص ٢٤٢

٢ - الكافى، ج ٤، ص ١٥٢

٣ - بحار الأنوار، ج ٤٠، ص ٣٣١

افطار کب کرنا چاہیے؟

❑ پہلے نماز پھر افطار۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿ يُسْتَحَبُّ لِلصَّائِمِ إِنْ قَوِيَ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرِ﴾[1]

"روزہ دار کے لیے مستحب ہے کہ اگر ہو سکے تو افطار سے پہلے نماز پڑھ لے"۔

❑ پسندیدہ روزہ۔

(زرارة بن أعيَن اور فُضَيل بن يسار) سے روایت نقل ہے جس میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

﴿فِي رَمَضَانَ تُصَلِّي ثُمَّ تُفْطِرُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ مَعَ قَوْمٍ يَنْتَظِرُونَ الْإِفْطَارَ فَإِنْ كُنْتَ مَعَهُمْ فَلَا تُخَالِفْ عَلَيْهِمْ وَ أَفْطِرْ ثُمَّ صَلِّ وَ إِلَّا فَابْدَأْ بِالصَّلَاةِ قُلْتُ وَ لِمَ ذَلِكَ قَالَ لِأَنَّهُ قَدْ حَضَرَكَ فَرْضَانِ الْإِفْطَارُ وَ الصَّلَاةُ فَابْدَأْ بِأَفْضَلِهِمَا وَ أَفْضَلُهُمَا الصَّلَاةُ ثُم قَالَ تُصَلِّي وَ أَنْتَ صَائِمٌ فَتُكْتَبُ صَلَاتُكَ تِلْكَ فَتَخْتِمِ بِالصَّوْمِ أَحَبُ إِلَي﴾[2]

"رمضان کے مہینے میں (پہلے) نماز پڑھو، پھر افطار کرو، سوائے اس کے، کہ تم ان لوگوں کے ساتھ (موجود) ہو جو افطار کے انتظار میں ہیں، لہٰذا اگر تم ان کے ساتھ (موجود) ہو تو ان کی مخالفت نہ کرو۔ (پہلے) افطار کرو، پھر نماز ادا کرو۔ "لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پہلے نماز پڑھو..."۔

---

۱ - تهذيب الأحكام، ج ۴، ص ۱۹۹

۲ - تهذيب الأحكام، ج ۴، ص ۱۹۸

میں نے (یعنی راوی نے) کہا: مجھے ایسا کیوں کرنا چاہیے؟

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

"کیونکہ (مغرب کی اذان کے وقت) آپ پر دو فرائض ہوتے ہیں؛ افطار اور نماز"۔ "اس صورت میں تم ان میں سے سب سے زیادہ فضیلت والے (عمل) سے شروع کرو، اور ان میں سب سے زیادہ فضیلت والا (عمل) نماز ہے"۔

اور پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر تم روزے کی حالت میں نماز پڑھو اور یہ نماز (نامہ اعمال میں) لکھی ہو اور تم، اس پر روزے کی مہر لگا دو تو یہ میرے لیے زیادہ خوش آئند ہے"۔

افطار کرانے کا ثواب

❑ ایک روزہ کا ثواب۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿مَنْ فَطَّرَ صَائِماً فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ﴾[1]

"جس نے روزہ دار کو افطار کرایا، (اس کے لیے یہ عمل) روزے کے ثواب کے مانند ہے"۔

---

۱ - الكافي، ج ۴، ص ۶۸

الوافي، ج ۱۱، ص ۲۵۱

بحار الأنوار، ج ۹۴، ص ۷۸

❑ مستحب روزے سے افضل۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿فِطْرُكَ أَخَاكَ الصَّائِمَ أَفْضَلُ مِنْ صِيَامِكَ﴾[1]

"روزہ دار بھائی کو افطار دینا، (مستحب) روزہ رکھنے سے افضل ہے"۔

دیگر احادیث

❑ ستر روزوں سے افضل۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿إِفْطَارُكَ فِي مَنْزِلِ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ أَفْضَلُ مِنْ صِيَامِكَ سَبْعِينَ ضِعْفاً﴾[2]

"اپنے مسلمان بھائی کے گھر افطار کرنا تمہارے ستر روزوں سے افضل ہے"۔

❑ دعا کی اجابت۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿دَعْوَةُ الصَّائِمِ تُسْتَجَابُ عِنْدَ اِفْطَارِهِ﴾[3]

"روزہ دار کی دعا افطار کے وقت مستجاب ہوتی ہے"۔

---

١ - الكافي، ج ۴، ص ٦٨

٢ - المحاسن، ج ٢، ص ۴١١

٣ - وسائل الشيعة، ج ١٠، ص ١۴٨

آداب واعمال افطار

- اگر ممکن ہو، تو نماز پڑھ کر افطار کریں۔
- افطار سے پہلے اللہ جل جلالہ سے دعا مانگیں، اور اپنی حاجات طلب کریں اور اپنی مغفرت کیلیئے دعا کریں، کیونکہ دعا مانگنے کا بہترین وقت، افطار کا وقت ہوتا ہے۔
- افطار سے پہلے دعا فرج پڑھیں، اور امام زمانہ (عج) کی سلامتی اور ظہور کی تعجیل کے لئے دعا کریں۔
- افطار سے پہلے «سورہ قدر» کی تلاوت کریں۔
- افطار سے پہلے ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّه﴾ کہیں۔
- افطار کے وقت یہ دعا پڑھیں: ﴿اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ عَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ﴾۔
- بہتر ہے کہ افطار کھجور، کشمش یا پھر کسی میٹھی چیز سے کریں۔
- افطار کا پہلا لقمہ اٹھاتے ہوئے یہ کہیں: ﴿بِسمِ اللّٰه وَالحَمدُ لِلّٰه رَبِّ العَالَمِينَ﴾۔
- افطار کا پہلا لقمہ کھانے کے بعد اللہ جل جلالہ کا شکر ادا کریں۔
- افطار کا وقت ہوتے ہی افطار کر لینا چاہیے، یعنی افطار میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

***

- شب قدر
- نزول قرآن کریم

۱۴

شب قدر

قال اللّٰہ سبحانه و تبارك و تعالی :

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾[۱]

شب قدر ایک تقدیر ساز رات ہے، اور اس مبارک رات کو قدر کی رات اس لیے کہا گیا ہے، کیونکہ اس شب میں انسان، سال بھر کے لیے اپنے تقدیر اور نصیب کو بہتر کر سکتا ہے۔ اور یہ اللہ جَلَّ جَلالَہٗ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے کہ اُس نے ہمیں پورے سال کی قسمت، ایک رات میں بہتر کرنے کیلئے، موقع فراہم فرمایا۔

شب قدر کو اللہ جَلَّ جَلالَہٗ نے اپنے لطف و کرم سے ایک ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے اور ارشاد فرمایا ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾[۱] یعنی "شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے"۔ خداوند عالم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہزار مہینوں کے برابر ہے بلکہ فرمایا "شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے"۔

---

۱ - سورة البقرة، آية ۱۸۵

اب یہاں سوال ذہن میں آتا ہے کہ شب قدر ہزار مہینوں سے کس قدر بہتر ہے...؟ دوگنا، دس گنا...؟ اسے صرف اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ ہی جانتا ہے کہ ہزار مہینوں سے کس قدر بہتر ہے۔ دوسری طرف یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ دعا، تقدیر ساز ہوتی ہے، یعنی دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے۔[1] یہ پورے سال کے دوران کسی بھی دن، کسی بھی وقت کی جانے والی دعا کے بارے میں ہے۔[2] اگرایک مومن سچے دل سے شب قدر کو دعا کرتا ہے تو ہزار مہینوں کی دعاؤں سے بہتر ہے۔ شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے تو اس رات کی دعا اور عبادت سے تقدیر کا بدل جانا ناقابل فہم نہیں ہے۔[3]

لہٰذا شب قدر میں سال بھر کی تقدیر بنتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ اپنا فیصلہ بالجبر مسلط فرماتا ہے، بلکہ اس رات میں بندے کے عمل کے مطابق فیصلہ صادر ہوتا ہے۔ اگرچہ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کو پہلے سے علم ہے کہ فلاں بندہ کیا کچھ عمل کرنے والا ہے یا عمل کرنے والا نہیں ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ نہیں فرماتا بلکہ بندے سے عمل صادر ہونے اور اس کی جانب سے اپنے میں اہلیت پیدا کرنے کے بعد اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔[4]

لہٰذا فیصلہ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ سے فیصلہ لینا بندے کے ہاتھ میں ہے۔ دوسرے لفظوں میں رحمت، اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی اہلیت پیدا کرنا بندے کے ہاتھ میں ہے۔ ❋

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۴ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

تفسیر
سُورَةُ الْقَدْرِ

سورہ قدر، آیت نمبر ۱

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾

❑ ترجمہ

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔

❑ تفسیر آیہ

- "ہم نے قرآن شب قدر میں نازل کیا"۔ قرآن دفعتاً نازل ہوا ہے یا پھر تدریجاً...؟، اس کا شافی جواب نہایت تحقیق طلب ہے چونکہ ایک طرف مسلّم ہے کہ قرآن مجید کا نزول ۲۳ سالوں پر محیط ہے۔ دوسری طرف قرآن کی بعض آیات کے مطابق قرآن، ماہ رمضان اور شب قدر میں نازل ہوا ہے۔

- پہلے ہم قرآن مجید کے تدریجی نزول پر دلالت کرنے والی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں :

  - پہلی آیت

﴿وَ قَالَ الَّذِینَ کَفَرُوا لَو لَا نُزِّلَ عَلَیهِ القُرآنُ جُملَةً وَّاحِدَةً کَذٰلِکَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَکَ وَ رَتَّلنٰهُ تَرتِیلاً﴾[۱] یعنی "اور کفار کہتے ہیں : اس (شخص) پر قرآن یکبارگی نازل کیوں نہیں ہوا؟ (بات یہ ہے کہ) اس طرح (آہستہ اس لیے اتارا) تاکہ اس سے ہم آپ کے قلب کو تقویت دیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنایا ہے۔

---

۱ - سورة الفرقان، آية ۳۲

○ دوسری آیت

﴿وَ قُرآنًا فَرَقنٰهُ لِتَقرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلیٰ مُکثٍ وَّ نَزَّلنٰهُ تَنزِیلاً﴾[1] یعنی "اور قرآن کو ہم نے جدا جدا رکھا ہے تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا ہے"۔

▪ قرآن کے دفعتاً نازل ہونے پر بظاہر دلالت کرنے والی آیات :

﴿اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ﴾[2] : یعنی "ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا"۔

﴿شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ﴾[3] : یعنی "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا"۔

﴿اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ﴾[4] : یعنی "ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے"۔

اگر ہم ان آیات میں قرآن سے مراد پورا قرآن لیتے ہیں، تو اس صورت میں یہ آیات قرآن مجید کے دفعتاً نازل ہونے پر دلیل بن سکتی ہیں۔[5] لیکن اگر ہم اس بات کے قائل ہو جائیں کہ ایک آیت اور ایک سورہ پر بھی قرآن صادق آتا ہے، تو اس صورت میں یہ آیات پورے قرآن کے دفعتاً نازل ہونے پر دلیل نہیں بن سکتیں۔[6]

---

١ - سورة الأسراء، آية ١٠٦

٢ - سورة القدر، آية ١

٣ - سورة البقرة، آية ١٨٥

٤ - سورة الدخان، آية ٣

٥ - الكوثر فی تفسیر القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٢

٦ - الكوثر فی تفسیر القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٢

﴿وَ اِن تَسـئَلُوا عَنهَا حِینَ یُنَزَّلُ القُراٰنُ تُبدَ لَکُم﴾[1] : یعنی "اور اگر ان کے بارے میں نزول قرآن کے وقت پوچھو گے تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی"۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض پر قرآن صادق آتا ہے۔[2]

- اس بات کو جمع کرنے کے لیے متعدد موقف اختیار کیے گئے ہیں :

  - قرآن شب قدر کو دفعتاً قلب رسولؐ پر نازل ہوا اور ۲۳ سالوں میں ﷺ نے حسب وحی تدریجاً تبلیغ فرمایا۔[3]
  - قرآن دفعتاً آسمان اول یا بیت المعمور یا بیت العزت میں نازل ہوا پھر تدریجاً بذریعہ وحی قلب رسولؐ پر نازل ہوا۔ احادیث سے اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔[4]
  - شب قدر کو قرآن کا نزول شروع ہوا بعد میں تدریجاً اس کی تکمیل ہوئی۔[5]
  - قرآن دو بار نازل ہوا ہے : ایک بار دفعی اور ایک بار تدریجی۔

❊

---

۱ - سورة المائدة، آیة ۱۰۱

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۴ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۵ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

سورہ قدر، آیت نمبر ۲

﴿ وَ مَا اَدرٰیکَ مَا لَیلَۃُ القَدرِ ﴾

ترجمہ

اور آپ کو کس چیز نے بتایا شب قدر کیا ہے؟

نکات تفسیری

- مَا : "ما" استفہامیہ ہے جو اہمیت اور عظمت بتانے کے لیے تمہید کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔[۱]
- اَدرٰیکَ : یہ لفظ (دَرَیٰ) سے ہے باب اِفعال میں جا کر تین مفعولوں تک متعدی ہوتا ہے۔[۲]
- مَا اَدرٰیکَ : آپ کو کس نے بتایا...؟ عام طور پر یہ ترکیب "آپ کیا جانے" کے معنوں میں بطور ضرب المثل استعمال ہوتی ہے۔ کسی بھی ضرب المثل کی ترکیب میں تبدیلی نہیں لائی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ (وَمَا اَدرٰیکَ) میں "کاف" سے خطاب کسی معین مخاطب کے لیے نہیں ہوتا اور یہ "کاف" ہمیشہ مفرد استعمال ہوتا ہے، تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا اور نہ تانیث ہوتا ہے۔[۳]

*

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۴

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۴

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۴

سورہ قدر، آیت نمبر ۳

﴿لَیلَةُ القَدرِ خَیرٌ مِّن اَلفِ شَهرٍ﴾

❑ ترجمہ

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

❑ تفسیر آیہ

- اللہ جَلَّ جَلالَہٗ نے یہ نہیں فرمایا کہ شب قدر ہزار مہینوں کے برابر ہے بلکہ فرمایا: ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ کس قدر بہتر ہے...؟ دوگنا، دس گنا، سوگنا...؟ یہ صرف اللہ جَلَّ جَلالَہٗ ہی جانتا ہے۔
- اگر ہم حساب کریں تو ہزار مہینے (۸۳) سال کے برابر ہوتے ہیں۔ یہاں اگر ہم غور کریں تو دراصل ایک معمولی انسان کی عمر بھی اسی کے آس پاس ہوتی ہے، یعنی (۸۳) سال ایک عمر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ مومن کو ہر سال ایک رات میں ایک عمر میسر ہوتی ہے۔ اگر ایک مومن بلوغ کے بعد پچاس سال زندہ رہتا ہے اور ہر سال اس نے شب قدر کو حاصل کیا ہے تو اس کو چار ہزار ایک سو پچاس (۸۳ × ۵۰ = ۴۱۵۰) سال کی عبادت سے بہتر ثواب اور درجہ ملے گا۔ یہ کس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل و کرم کی فراوانی ہے کہ صرف ایک رات میں اتنی وسیع رحمتوں کی ارزانی۔[1]

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۴۳۴

- شب قدر کی فضیلت کی وجہ۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اس رات کو اپنے نیک بندوں کے لیے اپنی فیاضی کی رات بنایا ہے، جس کے تحت ان بندوں کی قسمتوں کا فیصلہ ہوتا ہے اور تقدیر ساز لمحات ہمیشہ قیمتی ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً حدیث ہے

﴿فِكْرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَة﴾[۱]

"ایک گھڑی (لمحہ) کی سوچ ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے"۔

- چونکہ انسان اگر اپنی عاقبت کے بارے میں ایک گھڑی (لمحہ) کے لیے بھی سوچتا ہے تو یہ سوچ اس کی قسمت بدلنے اور عاقبت سنوارنے کا سبب بنتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شب کے تقدیر ساز ہونے کی بنیاد، انسانیت کی تقدیر ساز کتاب، قرآن مجید اسی رات میں نازل فرمائی ہے۔[۲]

❊

---

۱ - بحار الأنوار، ج ٦، ص ١٣٣

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰، ص ۲۳۴

سورہ قدر، آیت نمبر ۴ اور ۵

﴿تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ﴾

- ❑ ترجمہ

فرشتے اور روح اس شب میں اپنے رب کے اذن سے تمام (تعیین شدہ) حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔

﴿سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾

- ❑ ترجمہ

یہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔

- ❑ تفسیر آیات

▪ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ: شب قدر کو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دینے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس رات فرشتے اور روح زمین پر بسنے والوں کے لیے "ہر امر" لے کر نازل ہوتے ہیں۔ وہ امر کیا ہے جسے لے کر یہ فرشتے نازل ہوتے ہیں...؟ اسے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے سورہ دخان کی تیسری، چوتھی، پانچویں، اور چھٹی آیت میں بیان فرمایا ہے[1]:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ ﴿٣﴾ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿٤﴾ أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦﴾۔

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰، ص ۲۳۵

یعنی "ہم نے اسے (قرآن کو) ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے، یقیناً ہم ہی تنبیہ کرنے والے ہیں۔ اس رات میں ہر حکیمانہ امر کی تفصیل وضع کی جاتی ہے۔ ایسا امر جو ہمارے جانب سے صادر ہوتا ہے (کیونکہ) ہمیں رسول بھیجنا مقصود تھا۔ (رسول کا بھیجنا) آپ کے پروردگار کی طرف سے رحمت کے طور پر، وہ یقینا خوب سننے والا، جاننے والا ہے"۔

- اس رات ہر حکیمانہ امر کا فیصلہ ہوتا ہے۔ (یُفرَقُ) کے معنی ہیں، فیصلہ کیا جاتا ہے۔[1] جیسا کہ فرمایا: ﴿فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾[2] "ہمارے اور فاسق قوم کے درمیان فیصلہ فرما"۔ اور قرآن کو فرقان بھی کہتے ہیں۔ فیصلہ کرنے والی کتاب۔
- لہٰذا یہ بات قرآن سے واضح ہو جاتی ہے کہ فرشتے اور روح، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حکیمانہ امور کے فیصلے یعنی سال بھر کے مقدرات کے فیصلے لے کر نازل ہوتے ہیں۔[3]

- وَ الرُّوحُ: روح سے مراد بعض جبرائیل لیتے ہیں۔ مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے الروح کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا روح سے مراد جبرئیل ہیں...؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: (جبرائیل من ملائکة و الروح اعظم من الملائکة)؛ (تفسیر البرہان): جبرئیل فرشتوں میں شامل ہیں اور روح فرشتوں سے زیادہ عظیم ہے۔[4]

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۵

۲ - سورة المائدة، آیة ۲۵

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۵

۴ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۵

○ روح کے جدا ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک جدا مستقل وجود ہے اور تنظیم مقدرات میں اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کے اہم کارندوں میں سے ہے۔ احادیث کے مطابق روح کی اہمیت ملائکہ سے زیادہ ہے۔[1]

○ قرآن مجید میں فرشتوں کے ساتھ (وَ الرُّوحُ) کا ذکر دو اور مقامات پر آیا ہے :

﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾[2] ؛ ملائکہ اور روح اس کی طرف اوپر چڑھتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

دوسری جگہ فرمایا :

﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ﴾[3] ؛ اس روز روح اور فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔

○ اس طرح قرآن مجید میں جہاں (وَ الرُّوحُ) بغیر کسی اضافے کے مذکور ہے، اس سے مراد ایک ایسی طاقت ہے جو فرشتوں سے بھی بالاتر ہے اور اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کے ارادوں کے نفاذ میں ایک اہم کردار کی مالک ہے۔[4]

▪ بِاِذنِ رَبِّهِم : "اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں"، اذن سے مراد یہاں امر اور حکم ہی ہے۔ جیسے فرمایا :

---

١ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٥

٢ - سورة المعارج، آية ۴

٣ - سورة النبأ، آية ٣٨

۴ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٥

﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾[1] ؛ ”کہہ دیجیے : جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے (وہ یہ جان لے کہ) اس نے (تو) اس قرآن کو باذن خدا آپ کے قلب پر نازل کیا“۔

○ آیت میں (بِإِذنِ رَبِّهِم) سے مراد (بامر اللّٰہ) ہی ہو سکتا ہے۔ یہاں اذن سے مراد (عدم المانع یا بعلمه) لینا سیاق آیت کے مطابق نہیں ہے۔[2]

- مِن كُلِّ اَمرٍ : امر سے مراد وہ امر ہے جس کی جمع امور ہے۔ یعنی ہر بات، ہر معاملہ۔ وہ امر مراد نہیں ہے جس کی جمع اوامر آتی ہے اور (مِن) اس صورت میں سب بیان کرنے والے لام کے معنوں میں ہے یعنی (لاجل کل امر)۔[3]
- سَلاَمٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ : یہ رات سلامتی کی رات ہے، جس میں اللہ جل جلالہ کی رحمتوں کے علاوہ نامطلوب چیز کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ”انسان، اللہ جل جلالہ کی رحمتوں کے حصول میں کامیاب ہو رہا ہو گا۔ شیطان کو بندوں کو گمراہ کرنے کا موقع فراہم نہیں ہو گا چونکہ فرشتے اس رات میں خیر، سلامتی اور برکتیں لے کر نازل ہو رہے ہوں گے“۔[4]

❊

---

١ - سورة البقرة، آیة ٩٧

٢ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٥

٣ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٥

٤ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٥

- شب قدر کا تعین

- شب قدر کی انتہائی اہمت کے پیش نظر اس کا تعین نہیں فرمایا تا کہ اسے تلاش کرنے والے متعدد راتوں میں اسے تلاش کریں جس سے اس شب کو حاصل کرنے میں خلوص رکھنے والے اور اسے اہمیت دینے والے ہی تلاش کریں گے۔[1]
- احادیث امامیہ میں کثرت سے وارد ہے کہ، شب قدر کو انیسویں، اکیسویں اور تیئسویں رمضان کی راتوں میں تلاش کریں۔ ان راتوں میں تیئسویں شب کی زیادہ تاکید ہے۔[2]
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے : ۱۹ ویں رمضان کی شب میں تقدیر بنتی ہے۔ ۲۱ ویں کی شب حتمی فیصلہ ہوتا ہے اور ۲۳ ویں کی شب کو نافذ العمل ہوتا ہے۔[3]

***

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۵

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۵

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۵

(۱۵)

نزول قرآن کریم

قال اللّٰہ سبحانہ و تبارك و تعالی :

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾[1]

ماہ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی کتاب قرآن نازل ہوئی، اور اِس مہینے کو روایات میں بہار قرآن سے بھی یاد کیا گیا ہے ﴿لِكُلِّ شَيْءٍ رَبِيعٌ وَ رَبِيعُ الْقُرْآنِ شَهْرُ رَمَضَانَ﴾[2] ویسے تو نزول قرآن کریم کے متعلق قرآن میں بہت سی آیات ہیں، جس سے ہمیں قرآن کے دفعی اور تدریجی نزول کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے اس درس میں نزول قرآن کے متعلق آیات کو تفسیر کے ساتھ بیان کیا ہے، جس سے ہم جان پائیں گے کہ قرآن کا نزول کب اور کس طرح ہوا۔

---

۱ - سورة البقرة، آية ۱۸۵

۲ - الکافی، ج ۲، ص ٦٣٠

سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۸۵

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

❑ ترجمہ

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ایسے دلائل پر مشتمل ہے جو ہدایت اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والے ہیں، لہٰذا تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے وہ روزہ رکھے اور جو بیمار اور مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں مقدار پوری کرے، اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا اور وہ چاہتا ہے کہ تم مقدار پوری کرو اور اللہ نے تمہیں جس ہدایت سے نوازا ہے اس پر اللہ کی عظمت و کبریائی کا اظہار کرو شاید تم شکر گزار بن جاؤ۔[1]

❑ تشریح کلمات

شَهرُ : (ش ھ ر) ظاہر اور آشکار ہونا۔ گردش آفتاب کے بارہ حصوں میں سے ایک حصے کو (شَہْر)، (ماہ) کہتے ہیں۔ یہ شہرت و ظہور کے معنوں سے لیا گیا ہے۔[2]

رَمَضَانَ : (رَمَضَ) سے مشتق ہے، جو سورج کی سخت تپش کے معنوں میں ہے۔ اس سے روزوں کا مہینہ

---

۱ - الكوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۴

۲ - الكوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۴

مقصود ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کو اس لیے یہ نام دیا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ یعنی یہ ماہ گناہوں کے خلاف اتنی سخت تپش ہے، جس میں تمام گناہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔[1]

❑ تفسیر آیہ

- رمضان وہ واحد مہینہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، کیونکہ یہ وہ مبارک ماہ ہے، جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔[2]

  ○ دوسری آیت میں پروردگار عالم نے نزول قرآن کا وقت بھی بتا دیا :

﴿اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾[3] : ہم نے اس (قرآن) کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے۔

  ○ تیسری آیت میں پروردگار عالم نے اس رات کو بھی متعین فرما دیا :

﴿اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ﴾[4] : ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔

- نزول کے متعدد معانی مراد لیے جا سکتے ہیں :

  ○ علم خدا کا مرحلہ نفاذ میں داخل ہونا۔[5]

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۴

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۴

۳ - سورة الدخان، آیة ۳

۴ - سورة القدر، آیة ۱

۵ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۴

- قلب رسول اللہ ﷺ پر حکم خدا کا ظاہر ہونا۔[1]
- تدریجی طور پر حکم خدا کا بیان وغیرہ...۔[2]

- (اِنْزَال) اور (تَنْزِیْل) میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ (اِنْزَال) دفعۃً نازل کرنے اور (تَنْزِیْل) تدریجاً نازل کرنے کو کہتے ہیں۔[3]
- یہ آیت درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

- اس آیت میں ارشاد ہوا کہ قرآن مجید ماہ رمضان المبارک میں نازل کیا گیا ہے اور اس کے لیے لفظ (اَنْزَل) استعمال فرمایا، جو دفعۃً نازل کرنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ قرآن دفعۃً رمضان میں نازل ہوا، لیکن دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے : ﴿وَ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰہُ لِتَقۡرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکۡثٍ وَّ نَزَّلۡنٰہُ تَنۡزِیۡلًا﴾[4] : یعنی ”اور قرآن کو ہم نے جدا جدا رکھا ہے تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا ہے“۔
- واقعاتی اور عملی طور پر یہ بات ثابت اور واضح ہے کہ قرآن ۲۳ سالوں میں تدریجاً نازل ہوا ہے۔ بنابریں ان دو باتوں (اِنْزَال) اور (تَنْزِیْل) میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ لیکن علماء نے اس کے متعدد جواب دیے ہیں :

---

۱ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۴

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۴

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۴

۴ - سورة الأسراء، آیة ۱۰۶

- ماہ رمضان میں قرآن کے نزول سے مراد یہ ہے کہ اس مہینے میں قرآن کا نزول شروع ہوا۔
- قرآن کا نزول آسمانی دنیا میں اسی ماہ میں ہوا۔ وہاں سے بتدریج قلب رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔
- رمضان میں قرآن کے نزول سے مراد ایک ایسی سورہ کا نزول ہے جو خلاصہ قرآن ہے، مثلاً سورۂ حمد۔
- قرآن مجید کی حقیقت قلب رسول اللہ ﷺ پر شب قدر کو ایک ساتھ نازل ہو گئی تھی۔ بعد میں حالات اور واقعات کے مطابق دوبارہ رسول خدا ﷺ پر نازل ہوتی رہی۔ علماء اس کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو یہ حکم ہوا کہ وحی مکمل ہونے سے قبل قرآن کی تلاوت نہ کریں۔ اور ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ لَا تَعجَل بِالقُراٰنِ مِن قَبلِ اَن یُّقضٰی اِلَیکَ وَحیُہٗ﴾[1] : یعنی "اور آپ پر ہونے والی اس کی وحی کی تکمیل سے پہلے قرآن پڑھنے میں عجلت نہ کریں"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو بیان احکام کے لیے وحی کا انتظار فرمانے کا حکم دیا جا رہا ہے، ورنہ قرآن کا علم آپ ﷺ کو پہلے سے حاصل تھا۔[2]

❑ دیگر نکات

- ﴿یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الیُسرَ﴾ : یعنی "اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اور مرض کی حالت میں مشقت اٹھا کر روزہ رکھنا ارادۂ الٰہی کے خلاف ہے، اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے ارادے کے خلاف ارتکاب کرتا ہے تو اس کا عمل باطل ہو گا۔

---

۱ - سورة طه، آية ۱۱۴

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱،ص ۴۹۴

- فقہ جعفری میں سفر اور مرض کی حالت میں روزہ صحیح نہیں ہے۔ اگر روزہ صحیح ہو جائے تو نفی (حَرَج) کی نفی ہو جاتی ہے۔ یعنی دین میں حرج کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے، جو صریحاً قرآن کے خلاف ہے۔

❑ اہم نکات

- اللہ جَلَّ جَلالَہٗ کی طرف سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو بیان احکام کے لیے وحی کا انتظار فرمانے کا حکم دیا جارہا ہے ورنہ قرآن مجید کا علم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو پہلے سے حاصل تھا۔
- قرآن مجید پوری انسانیت کے لیے ایک ہدایت اور دستور حیات ہے : ﴿ہُدًی لِّلنَّاسِ﴾۔
- قرآن رہنمائی کے ساتھ ساتھ حق و باطل کے درمیان فرق بھی پیش کرتا ہے تاکہ ان دونوں میں اشتباہ کی کوئی گنجائش نہ رہے اور حجت خدا پوری ہو جائے۔
- جو اس مہینے میں مریض یا مسافر نہ ہو اور روزہ رکھ سکتا ہو، وہ روزہ رکھے اور جو مریض اور مسافر ہے، وہ ان روزوں کو دوسرے دنوں میں پورا کرے۔
- اللہ جَلَّ جَلالَہٗ بندوں کے لیے آسانی چاہتا ہے اور اسے یہ بات ہرگز پسند نہیں ہے کہ بندہ اپنے آپ کو ناقابل تحمل مشقت میں ڈالے۔ اسی کلی حکم کے تحت مرض اور سفر کی حالت میں روزہ رکھنا امامیہ فقہ کے مطابق درست نہیں ہے۔ اگر بیماری اور سفر میں روزے کو درست قرار دیا جائے تو عسر و حرج لازم آتا ہے، جس کی اللہ جَلَّ جَلالَہٗ نے نفی فرمائی ہے : ﴿یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الیُسرَ﴾۔
- اللہ جَلَّ جَلالَہٗ نے رمضان کے مبارک مہینے میں ہدایت کا سامان فراہم کرنے کے بعد روزے کا حکم دیا، کیونکہ تزکیے کے بغیر قرآنی معارف اور مقصد کا حصول ممکن نہیں ہے۔ ❋

سورہ قدر، آیت نمبر ۱

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾

❑ ترجمہ

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔

❑ تفسیر آیہ

- "ہم نے قرآن شب قدر میں نازل کیا"۔ قرآن دفعتاً نازل ہوا ہے یا پھر تدریجاً...؟، اس کا شافی جواب نہایت تحقیق طلب ہے چونکہ ایک طرف مسلّم ہے کہ قرآن مجید کا نزول ۲۳ سالوں پر محیط ہے۔ دوسری طرف قرآن کی بعض آیات کے مطابق قرآن، ماہ رمضان اور شب قدر میں نازل ہوا ہے۔

- پہلے ہم قرآن مجید کے تدریجی نزول پر دلالت کرنے والی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں :

  ○ پہلی آیت

﴿وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَو لَا نُزِّلَ عَلَيهِ القُرآنُ جُملَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلنٰهُ تَرتِيلاً﴾[1] یعنی "اور کفار کہتے ہیں : اس (شخص) پر قرآن یکبارگی نازل کیوں نہیں ہوا؟ (بات یہ ہے کہ) اس طرح (آہستہ اس لیے اتارا) تاکہ اس سے ہم آپ کے قلب کو تقویت دیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنایا ہے۔

---

۱ - سورة الفرقان، آية ۳۲

○ دوسری آیت

﴿وَ قُرآنًا فَرَقنٰهُ لِتَقرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلیٰ مُکثٍ وَّ نَزَّلنٰهُ تَنزِیلًا﴾[1] یعنی "اور قرآن کو ہم نے جدا جدا رکھا ہے تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا ہے"۔

■ قرآن کے دفعتاً نازل ہونے پر بظاہر دلالت کرنے والی آیات :

﴿اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ﴾[2] : یعنی "ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا"۔

﴿شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ﴾[3] : یعنی "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا"۔

﴿اِنَّا اَنزَلنٰهُ فِی لَیلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ﴾[4] : یعنی "ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے"۔

اگر ہم ان آیات میں قرآن سے مراد پورا قرآن لیتے ہیں، تو اس صورت میں یہ آیات قرآن مجید کے دفعتاً نازل ہونے پر دلیل بن سکتی ہیں۔[5] لیکن اگر ہم اس بات کے قائل ہو جائیں کہ ایک آیت اور ایک سورہ پر بھی قرآن صادق آتا ہے، تو اس صورت میں یہ آیات پورے قرآن کے دفعتاً نازل ہونے پر دلیل نہیں بن سکتیں۔[6]

---

١ - سورة الأسراء، آية ١٠٦

٢ - سورة القدر، آية ١

٣ - سورة البقرة، آية ١٨٥

٤ - سورة الدخان، آية ٣

٥ - الكوثر فی تفسير القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٢

٦ - الكوثر فی تفسير القرآن، ج ١٠،ص ٢٣٢

﴿وَ اِن تَسـَٔلُوا عَنهَا حِینَ یُنَزَّلُ القُراٰنُ تُبدَ لَکُم﴾[1] : یعنی ”اور اگر ان کے بارے میں نزول قرآن کے وقت پوچھو گے تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی“۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض پر قرآن صادق آتا ہے۔[2]

- اس بات کو جمع کرنے کے لیے متعدد موقف اختیار کیے گئے ہیں :

  - قرآن شب قدر کو دفعتاً قلب رسولؐ پر نازل ہوا اور ۲۳ سالوں میں ﷺ نے حسب وحی تدریجاً تبلیغ فرمایا۔[3]
  - قرآن دفعتاً آسمان اول یا بیت المعمور یا بیت العزت میں نازل ہوا پھر تدریجاً بذریعہ وحی قلب رسولؐ پر نازل ہوا۔ احادیث سے اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔[4]
  - شب قدر کو قرآن کا نزول شروع ہوا بعد میں تدریجاً اس کی تکمیل ہوئی۔[5]
  - قرآن دو بار نازل ہوا ہے : ایک بار دفعی اور ایک بار تدریجی۔

***

---

۱ - سورة المائدة، آیة ۱۰۱

۲ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۳ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۴ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

۵ - الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱۰،ص ۲۳۲

- فہرست منابع

فہرست منابع

- قرآن کریم
- نہج البلاغة

محمد بن حسین بن موسی (سیّد رضی)

- الکافی

محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی (کلینی)

- من لا یحضره الفقیه

محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویه (شیخ صدوق)

- تهذیب الأحکام

محمد بن حسن بن علی بن حسن (شیخ طوسی)

- وسائل الشیعة

محمد بن حسن بن علی (شیح حرّ عاملی)

- الوافی

محمد بن مرتضی بن محمد (فیض کاشانی)

- بحار الأنوار

محمد باقر مجلسی (علاّمه مجلسی)

- الإقبال الأعمال

سید علی بن موسی بن جعفر بن طاووس (سیّد ابن طاووس)

- الأمالی

محمد بن محمد بن نعمان (شیخ مفید)

- المقنعة

محمد بن محمد بن نعمان (شیخ مفید)

- روضة المتقین فی شرح من لا یحضره الفقیه

محمد تقی مجلسی

- المحاسن

احمد بن محمد بن خالد بن عبدالرحمن برقی

- دعائم الإسلام

نعمان بن محمد (قاضی نعمان)

- الغارات

ابراهیم بن محمد بن سعید بن هلال ثقفی اصفهانی (ابن هلال ثقفی)

- مکارم الأخلاق

حسن بن فضل طبرسی

- عیون الحکم و المواعظ

ابوالحسن علی بن ابی نزال لیثی واسطی

- نهج الفصاحة

ابوالقاسم پاینده

- مشارق انوار الیقین فی حقائق اسرار امیرالمؤمنین

رجب بن محمد بن رجب برسی

- تفسیر مجمع البیان

فضل بن حسن بن فضل طبرسی

- تفسیر نور الثقلین

عبد علی بن جمعة حویزی (عروسی حویزی)

- الکوثر فی تفسیر القرآن

محسن علی نجفی

- تفسیر مقدماتی قرآن کریم

محمد علی رضائی اصفهانی

- التحقیق فی کلمات القرآن کریم

میرزا حسن مصطفوی (علاّمہ مصطفوی)

- آموزش فقه

محمد حسین فلاح زادہ

- احکام اسلامی (ویژہ مخاطبان بین المللی)

امیر بهاء الدین علائی نژاد

- توضیح المسائل مراجع

سیّد محمد حسن بنی هاشمی خمینی

- تحریر الوسیلة

سیّد روح اللّٰه موسوی خمینی

- استفتائات امام خمینی
- استفتائات آیة اللّٰه سیستانی

❊❊❊

مؤلف کی دیگر کتابیں

شهر رمضان المبارك

علی جواد اعظمی

شهر رمضان المبارک

مؤلف : علی جواد اعظمی

مفاهيم الصيام

علی جواد اعظمی

مفاهيم الصيام

مؤلف : علی جواد اعظمی

مَبادِئُ النّحوِ

علی جواد اعظمی

مبادئ النحو

مؤلف : علی جواد اعظمی

مَبادِئُ الأصُولِ الفِقْه

علی جواد اعظمی

مبادئ الأصول الفقه

مؤلف : علی جواد اعظمی

اللهم صل على محمد وآل محمد